بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حیات وخدمات؛اعتراضات وجوابات

(حصہ دوم)

تالیف

متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتراض نمبر 1: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام کے اہم ترین اور پہلے غزوہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔

جواب نمبر 1:

جنگ میں شرکت کی دو صورتیں ہیں:

1: آدمی میدان جہاد میں موجود ہو قتال میں شریک ہو۔

2: آدمی امیر لشکر کی تشکیل پر ہو۔

ان دونوں صورتوں کی مثال عہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں مل جاتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غزوہ میں شرکت کی دوسری صورت تھی وہ اس طور پر انہوں نے خود کو پیش کر دیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تشکیل فرمائی تھی کہ وہ مدینہ منورہ میں رکے رہیں اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کریں۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِكْنَفِ بْنِ حَارِثَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: «لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم إِلَى بَدْرٍ خَلَّفَ عُثْمَانَ عَلَى ابْنَتِهِ رُقَيَّةَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً فَمَاتَتْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَوْمَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ بَشِيرًا بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم بِبَدْرٍ ,وَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم لِعُثْمَانَ بِسَهْمِهِ وَأَجْرِهِ فِي بَدْرٍ، فَكَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا»

طبقات الکبری لابن سعد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 38

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مکنف بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کیلئے چھوڑا جو مریضہ تھی حضرت رقیہ کا انتقال اسی دن ہوا جس دن زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں اس فتح کی خوشخبری لائے جو اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر والے دن دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر کا حصہ بھی دیا اور اجر میں بھی شریک ٹھہرایا۔ گویا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہی کی طرح ہوں گے جو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین وہاں شریک تھے۔

2: امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی رحمہ اللہ (ت: 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنِّي تَخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ فَإِنِّي كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَاتَتْ وَقَدْ ضَرَبَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِي وَمَنْ ضَرَبَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِهِ فَقَدْ شَهِدَ۔

مسند احمد، مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث:490

ترجمہ: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں (اپنی اہلیہ) رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف رہا۔ حتی کہ وہ (اپنی بیماری کے باعث) وفات پا گئیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا مال غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا۔ اور جس شخص کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ مقرر فرمایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس غزوہ میں شریک رہا۔

3: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) نے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس میں ایک مصری نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ پر کئی اعتراضات کیے تھے، اس کے مذکورہ اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں:

وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ».

صحیح البخاری، رقم الحدیث 4066

ترجمہ: اور بدر کی لڑائی میں ان کے نہ ہونے کے متعلق جو تم نے کہا تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (رقیہ رضی اللہ عنہا) تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے برابر مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔

استدلال:

غزوہ بدر سے فتح کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں سے فاتحین بدر کے مساوی مال غنیمت دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شمار شرکاء بدر میں کیا گیا۔

اعتراض نمبر 2: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غزوہ احد میں نبی علیہ السلام کی حکم کی مخالفت کرنا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ۔

صحیح البخاری، باب مایکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب وعقوبۃ من عصی امامہ، رقم الحدیث:3039

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد والے دن حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ پچاس تیر اندازوں کو (اُحُد پہاڑ کی ایک طرف دَرَّہ جو "جبلِ رماۃ" کے نام سے معروف ہے) مقرر کیا اور فرمایا کہ آپ لوگ اگر یہ منظر بھی دیکھیں کہ ہمیں پرندے نوچ رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں آپ کی طرف کوئی پیغام نہ بھیج دوں۔ اور اگر آپ لوگ یہ منظر بھی دیکھ لیں کہ ہم نے قوم قریش کو واضح شکست دے دی ہے اور ان کی لاشوں کو روند ڈالا ہے تب بھی اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹنا جب تک میں آپ کی طرف کوئی پیغام نہ بھیج دوں۔

فائدہ:

اُحُد پہاڑ کی ایک طرف دَرَّہ ہے جو جبلِ رماۃ کے نام سے معروف ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ پچاس تیر اندازوں کو مقرر فرمایا اور تاکید کی کہ جب تک میرا حکم نہ ہو آپ لوگوں نے یہاں سے ہٹنا نہیں، چاہے فتح ہو یا شکست۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتہائی جانثاری اور جوانمردی کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور مشرکین بھاگنے پر مجبور ہو گئے کچھ مسلمان ان کو بھگا رہے تھے اور کچھ مال غنیمت اکٹھا کر رہے تھے۔ دَرَّہ پر مقرر تیر انداز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر نیچے اتر کر اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر غنیمت اکٹھی کرنے لگے۔ دوسری طرف خالد بن ولید جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے درہ خالی دیکھا اور اچانک حملہ کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔

اعتراض:

اس حدیث کے پیش نظر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں جبلِ رماۃ پر مقرر کردہ دستہ میں موجود تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ جب تک میں نہ کہوں آپ نے یہاں سے نہیں ہلنا چاہے فتح ہو یا شکست۔ اس کے باوجود وہ نیچے اترے اور نبوت کے حکم کی مخالفت کی۔

جواب:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منشا پیغمبر سمجھنے میں اختلاف ہو گیا تھا بعض صحابہ کرام سمجھے کہ اس حکم کا تعلق جنگ کے اختتام تک ہے اور بعض صحابہ سمجھے اس حکم کا تعلق ظاہری فتح تک ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی انہی صحابہ کرام میں سے تھے جو یہ سمجھے تھے کہ اس حکم کا تعلق ظاہری فتح تک ہے، یہ بات منشا پیغمبر کے خلاف تھی، چونکہ یہ خطا اجتہادی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ اس معافی کا ذکر قرآن اور حدیث دونوں میں مذکور ہے۔

1: فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۔

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ:155

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس کی بھی معافی دے دی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات بخشنے والی اور بردبار ہے۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) نے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس میں ایک مصری نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ پر کئی اعتراضات کیے تھے، مذکورہ اعتراض کے جواب میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ،

ترجمہ: احد کی لڑائی میں فرار سے متعلق جو تم نے کہا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی (اجتہادی) خطا معاف کر دی ہے۔

فائدہ:

یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ بنو قریظہ کی طرف پہنچ کر عصر کی نماز پڑھنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منشا پیغمبر سمجھنے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا اور کہا کہ ہم تو بنو قریظہ جا کر ہی نماز پڑھیں گے جبکہ بعض نے سمجھا اور کہا کہ ہم یہاں نماز پڑھیں گے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمْ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي ... فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ.

صحیح البخاری، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب، رقم الحدیث:4119

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی بھی بنو قریظہ کی طرف پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (حدیث کے ظاہری الفاظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے) کہا ہم تو بنو قریظہ جا کر ہی نماز پڑھیں گے جبکہ بعض نے (الفاظ حدیث کو ادائے صلوٰۃ کے بجائے جلدی پہنچنے پر محمول کرتے ہوئے) کہا ہم تو نماز پڑھیں گے۔ جب یہ بات اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی تو آپ نے کسی کو بھی کچھ نہیں فرمایا۔

اشکال:

جب اجتہاد میں خطا ہوئی ہے تو پھر ڈانٹا کیوں گیا ہے؟

جواب نمبر 1:

ان صحابہ کرام کا مقام بہت بلند تھا اس لیے انہیں ڈانٹا گیا جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو خطا اجتہادی پر ڈانٹا گیا تھا، حضرت آدم علیہ السلام کو عتاب ہوا تھا تو انہوں نے اپنے مقام کے مناسب رجوع کر لیا تھا اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صورتاً لغزش پر بھی محبوبانہ عتاب نازل ہوا۔ لیکن جہاں یہ محبوبانہ عتاب نازل ہوا اسی کے متصل بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کا اعلان بھی کر دیا اور محبت کی شدت اور انتہاء کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ تسلی پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ فوراً ساتھ دوسری مرتبہ بھی از راہ شفقت مزید فرمایا کہ بخش دیا ہے۔ اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں محبت بہت زیادہ ہوتا کہ کمال محبت کا اظہار ہو جائے۔

جواب نمبر 2:

یہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہے۔

اشکال:

بنو قریظہ میں نماز پڑھنے کے معاملہ میں اجتہادی خطا ہوئی تھی تو نہیں ڈانٹا۔ یہاں کیوں ڈانٹا گیا ہے؟

جواب:

وہاں چونکہ نقصان نہیں ہوا اس لیے تنبیہ نہیں ہوئی، یہاں چونکہ نقصان ہوا ہے اس لیے ڈانٹا گیا ہے۔

اعتراض نمبر 3: بیعت رضوان میں شریک نہ ہونا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے بیعت رضوان میں شرکت نہیں کی تھی۔

جواب:

یہ کہنا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان میں شریک نہیں تھے کس قدر بد دیانتی کی بات ہے اس لیے کہ بیعت رضوان میں درج ذیل چند امور تھے۔

1: بیعت رضوان تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہی کی وجہ سے لی گئی تھی۔

2: بیعت لیتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔

3: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔

اس حوالے سے چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری المعافری رحمہ اللہ (ت:213ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَبَعَثَهُ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَأَشْرَافِ قُرَيْشٍ، يُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ لِحَرْبٍ وَإِنَّهُ إِنَّمَا جَاءَ زَائِرًا لِهَذَا الْبَيْتِ، وَمُعَظِّمًا لِحُرْمَتِهِ.

السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، تحت عثمان رسول محمد الی قریش

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ کو سرداران قریش بالخصوص ابو سفیان کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ لڑنے کی نیت سے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت (بصورتِ عمرہ) کرنے آئے ہیں ہم اس کی حرمت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کی تعظیم کریں گے۔

2: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت:279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ». فَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الأُخْرَى، فَكَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ.

جامع الترمذی، رقم الحدیث:3702

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب (اللہ رب العزت کی طرف سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیعت رضوان کا حکم دیا گیا۔ تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد اور سفیر بن کر مکہ والوں کے پاس گئے ہوئے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت لی۔ اور فرمایا: عثمان؛ اللہ اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک مبارک ہاتھ کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر) دوسرے مبارک ہاتھ پر رکھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہت بہتر تھا۔

3: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے حج پر آنے والے ایک آدمی (جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کیے تھے) کے اس اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا:

وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ،

صحیح البخاری، رقم الحدیث 4066

ترجمہ: بیعت رضوان میں ان کی شرکت نہ کرنے کا جو سوال ہے تو وادی مکہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص زیادہ عزت والا ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بجائے اسی کو بھیجتے۔

اعتراض نمبر 4: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارنا

مشہور شیعہ مورخ احمد بن ابو یعقوب بن جعفر الیعقوبی (ت 284ھ) لکھتے ہیں:

فَكَلَّمَه ابْنَ مَسْعُودٍ بِكَلَامٍ غَلِيْظٍ فَأَمَرَ بِه عُثْمَانُ، فَجُرَّ بِرِجْلِه حَتّٰى كَسَرَ لَهُ ضَلْعَانِ

تاریخ یعقوبی تحت ایام عثمان بن عفان

ترجمہ: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سخت لہجے میں گفتگو کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنے غلام کو) حکم دیا کہ وہ انہیں ماریں، تو غلام نے ان کو پاؤں سے مارا یہاں تک آپ کی دونوں پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

اعتراض:

اس عبارت کی بنیاد پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو زد وکوب کیا یہاں تک آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

جواب نمبر 1:

یہ روایت ثابت ہی نہیں ہے اس لیے کہ احمد بن ابو یعقوب بن جعفر الیعقوبی (ت 284ھ) نے اپنی کتاب "تاریخ یعقوبی" میں اس روایت کو بغیر سند اور بغیر حوالے کے پیش کیا ہے، تو بلا سند و بلا حوالہ روایت کیسے معتبر ہو سکتی ہے؟

اس روایت کے ثابت نہ ہونے پر مورخین کی آراء ملاحظہ ہوں:

1۔ امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد المعافری ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (ت 543ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا ضَرْبُه لِابْنِ مَسْعُودٍ وَمَنْعُه عَطَاءَه فَزُوْرٌ

العواصم من القواصم تحت موقف عثمان من عبد اللہ بن مسعود وعمار

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارنا اور وظیفہ روک لینا یہ بات بے بنیاد ہے۔

2۔ علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُكَ ضَرْبُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَتّٰى مَاتَ فَهٰذَا مِنْ اَسْمَجِ الْكَذِبِ الْمَعْلُوْمِ

المنتقی للذہبی ص 394

ترجمہ: بہر حال یہ بات کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارنا یہاں تک کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی موت کا واقع ہو جانا واضح جھوٹ ہے۔

3۔ مشہور مؤرخ حسین بن محمد دیار بکری الشافعی رحمہ اللہ (ت 982ھ) لکھتے ہیں:

اَمَّا مَا رَوَوْهُ مِمَّا جَرٰى عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَمَرَهُ غُلَامَه بِضَرْبِه اِلٰى اٰخِرَ مَا قَرَّرُوْهُ فَكُلُّه بُهْتَانٌ وَاخْتِلَاقٌ لَا يَصِحُّ مِنْهُ شَيْءٌ هٰؤلَاءِ الْجَهَلَةِ لَا يَتَحَامُوْنَ الْكِذْبَ فِيْمَا يَرْوُوْنَه مُوَافِقًا لِاَغْرَاضِهِمْ اِذْلَا دِيَانَةَ تَرُدُّهُمْ لِذٰلِكَ

تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس باب ذکر مانقم عثمان مفصلا

ترجمہ: بہر حال یہ جو روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارا پیٹا جائے زد کوب کرنے کے لیے اپنے ایک غلام کو حکم دیا تھا یہ بہتان اور بے بنیاد بات ہے۔ اس حوالے سے کوئی بات درست نہیں بعض مورخین اس بات کو نقل کرتے ہوئے جھوٹ سے نہیں بچے اور اپنی ذاتی غرض کے موافق بات نقل کر دیتے ہیں اس میں کوئی دیانتداری نہیں ہے جو ان کو اس سے روک دے۔

جواب نمبر2:

مذکورہ بالا واقعہ "روایۃً" درست نہ ہونے کے ساتھ ساتھ "درایۃً"(عقلی طور پر) بھی درست نہیں ہے، اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے باہمی تعلقات اس حد تک محبت کے تھے، کہ عقلا یہ بات مانی ہی نہیں جاسکتی۔ باہمی الفت ومحبت پر چند دلائل ملاحظہ ہوں:

1۔ خلیفہ کے انتخاب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت کرنا۔

2۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنا۔

3۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھانا۔

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

1۔ خلیفہ کے انتخاب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب چھ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ پیش آیا تو اس موقع پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو مخاطب کیا اور فرمایا:

1: امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت430ھ) لکھتے ہیں:

اِنَّا اجْتَمَعْنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَأْلُ عَنْ خَيْرِنَا ذِي فَوْقٍ فَبَايَعْنَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ

الطبقات الکبری لابن سعد ذکر بیعت عثمان رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ہم حضور علیہ السلام کے صحابہ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد) جمع ہوئے اور ہم نے اپنے سے بہتر شخصیت کے خلیفہ منتخب کرنے میں کوتاہی نہیں کی چنانچہ ہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ کی بیعت کرلی۔

2: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ لَمَّا اسْتَخْلَفَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَبْدُ اللهِ بِنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَمَّرْنَا خَيْرَ مَنْ بَقِيَ وَلَمْ نَأْلُوا

مجمع الزوائد ج9ص88 بحث فضائل عثمان

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے موجود لوگوں میں سے سب سے بہتر کو امیر مقرر کیا اور انہوں نے برا بھلا نہیں کہا۔

2۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں کوفہ سے مدینہ منورہ آگئے تھے اور ان آخری ایام میں آپ رضی اللہ عنہ پر بیماری کا شدید حملہ ہوا، جب عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ قَدِمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَرِضَ بِهَا فَجَاءَهُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَائِدًا

البدایہ والنھایہ لابن کثیر ج7ص163 تحت تذکرہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (کوفہ سے) مدینہ منورہ آئے اور وہاں بیمار ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

3۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھانا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

صَلّٰی عَلَیْہِ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَاسْتَغْفَرَ کُلٌّ وَاحِدٍ مِنْہُمَا لِصَاحِبِہ قَبْلَ مَوْتِ عَبْدِ اللہِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ وَ ھُوَ اَثْبَتُ عِنْدَنَا اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلّٰی عَلَیْہِ

طبقات الکبری لابن سعد، ج3ص113،

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ ان میں سے ایک نے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کی وفات سے پہلے پہلے ایک دوسرے کے حق میں استغفار کیا، راوی کہتے ہیں کہ یہ بات ہمارے ہاں ثابت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

اعتراض نمبر 5: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جلاوطن کرنا

مشہور مؤرخ ابو الحسن عزالدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی رحمہ اللہ المعروف ابن الاثیر الجزری (ت630ھ) نقل کرتے ہیں:

ذِكْرُ تَسْيِيرِ أَبِي ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ كَانَ مَا ذُكِرَ فِي أَمْرِ أَبِي ذَرٍّ، وَإِشْخَاصِ مُعَاوِيَةَ إِيَّاهُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَقَدْ ذُكِرَ فِي سَبَبِ ذَلِكَ أُمُورٌ كَثِيرَةٌ، مِنْ سَبِّ مُعَاوِيَةَ إِيَّاهُ وَتَهْدِيدِهِ بِالْقَتْلِ، وَحَمْلِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ مِنَ الشَّامِ بِغَيْرِ وِطَاءٍ، وَنَفْيِهِ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى الْوَجْهِ الشَّنِيعِ

الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد 3 صفحہ 115 بَابُ ذِكْرُ تَسْيِيرِ أَبِي ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقام ربذہ کی طرف جلاوطن کرنا۔ اس سال میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انہیں ملک شام سے مدینہ کی نکالنا، اس کے سبب میں نہت سے امور ذکر کیے جاتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوذر غفاری کو سخت سست کہنا، ان کو قتل کی دھمکی دینا اور ان کو ملک شام سے مدینہ منورہ کی طرف بغیر سامان کے بھیجنا اور مدینہ سے انتہائی برے طریقے سے جلاوطن کرنا۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مقام ربذہ کی طرف جلاوطن کیا تھا۔

جواب نمبر 1:

یہ کس قدر بددیانتی ہے کہ اعتراض تو نقل کر دیا ہے لیکن مصنف اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد آگے خود اس واقعہ کی تردید بھی کرتے ہیں، اسے نقل نہیں کیا گیا۔ چنانچہ ابو الحسن عزالدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی رحمہ اللہ المعروف ابن الاثیر الجزری (ت630ھ) اس واقعہ کے بعد نقل لکھتے ہیں:

لَا يَصِحُّ النَّقْلُ بِهِ، وَلَوْ صَحَّ لَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ يُعْتَذَرَ عَنْ عُثْمَانَ، فَإِنَّ لِلْإِمَامِ أَنْ يُؤَدِّبَ رَعِيَّتَهُ، وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الْأَعْذَارِ، لَا أَنْ يُجْعَلَ ذَلِكَ سَبَبًا لِلطَّعْنِ عَلَيْهِ، كَرِهْتُ ذِكْرَهَا

الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد 3 صفحہ 115

ترجمہ: ان باتوں کا نقل کرنا صحیح نہیں ہے۔ اگر بالفرض یہ واقعات درست بھی ہوں تو مناسب یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس کو عذر سمجھا جائے اس لیے کہ امام اپنی رعایا کی تادیب کے لیے ایسا کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور عذر بھی ممکن ہے۔ اس جیسے واقعات کو طعن و تشنیع کا سبب نہیں بنایا جاسکتا۔ ان کا ذکر کرنا بھی میں مناسب نہیں سمجھتا۔

جواب نمبر 2:

یہ واقعہ ان واہیات و خرافات کے ساتھ بالکل ثابت ہی نہیں ہے، چنانچہ مؤرخین نے اس کے غلط ہونے کی تصریح کی ہے۔

ذیل میں چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ غَالِبٍ الْقَطَّانِ، قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، عُثْمَانُ أَخْرَجَ أَبَا ذَرٍّ؟ قَالَ: مَعَاذَ اللهِ.

تاریخ الکبیر للبخاری، الرقم 442

ترجمہ: حضرت غالب القطان رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ اے ابو سعید (یہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی کنیت ہے) کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ کا مدینہ سے اخراج کر دیا تھا؟ تو وہ کہنے لگے معاذ اللہ؟ (یعنی اللہ کی پناہ! ایسا ہر گز نہیں ہوا تھا بلکہ وہ تو اپنی مرضی سے تشریف لے گئے تھے)

2۔ امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

وَأَمَّا الآخَرُونَ، فَإِنَّهُمْ رَوَوْا فِي سَبَبِ ذَلِكَ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً، وَأُمُورًا شَنِيعَةً، كَرِهْتُ ذِكْرَهَا

تاریخ الطبری تحت اخبار ابی ذر

ترجمہ: یعنی (حضرت ابو ذر رضی اللہ کے ربذہ کی طرف خروج کے واقعہ میں) لوگوں نے بہت سی چیزیں اور قبیح باتیں ذکر کر دی ہیں جن کے بیان کرنے کو میں مکروہ جانتا ہوں۔

3۔ محمد بن یحیی بن محمد ابی بکر الاشعری الاندلسی رحمہ اللہ (ت 741ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا مَا ذُكِرَ فِي سَبَبِ إِخْرَاجِهِ مِنَ الْأُمُورِ الشَّنِيعَةِ سَبِّ مُعَاوِيَةَ إِيَّاهُ وَتَهْدِيدِهِ بِالْقَتْلِ، وَحَمْلِهِ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِينَةِ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَنَفْيِهِ فَلَا يَصِحُّ النَّقْلُ بِهِ بَلْ هُوَ مِنْ أَكَاذِيبِ الرَّافِضَةِ قَبَّحَهُمُ اللهُ تَعَالَى

کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید ص 74

ترجمہ: یہ جو بہت سی قبیح باتیں ذکر کی جاتی ہیں کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ کو جلاوطن کرنا، حضرت معاویہ رضی اللہ کا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو سب و شتم کرنا اور قتل کی دھمکی دینا اور ان کو ملک شام سے مدینہ طیبہ کی طرف بغیر سواری کے نکال دینا وغیرہ، ان باتوں میں کوئی بھی صحیح روایت منقول نہیں ہے بلکہ یہ سب روافض کے جھوٹوں میں سے ہیں۔

جواب نمبر 3:

1: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا شام سے مدینہ آنے کا سبب کیا تھا

2: مدینہ منورہ سے مقام ربذہ اپنی مرضی اور خوشی سے تشریف لے گئے تھے

3: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اجازت لی تھی

4: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خدمت کے لیے غلام بھی دیے تھے

5: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی وفات کے بعد اہل و عیال کو مدینہ بلایا تھا

6: اھل و عیال کو اپنے عیال کا حصہ بھی بنالیا تھا

چنانچہ ان تمام امور پر تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ ((مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ، فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هَذَا؛ قَالَ: كُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قَالَ مُعَاوِيَةُ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقُلْتُ: نَزَلَتْ فِينَا وَفِيهِمْ، فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِي ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَشْكُونِي، فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ أَنِ اقْدَمِ الْمَدِينَةَ. فَقَدِمْتُهَا، فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتَّى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُثْمَانَ، فَقَالَ لِي: إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ، فَكُنْتُ قَرِيبًا فَذَاكَ الَّذِي أَنْزَلَنِي هَذَا الْمَنْزِلَ، وَلَوْ أَمَّرُوا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ)).

صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب ما ادی زکاتہ فلیس بکنز

ترجمہ: حضرت زید بن وھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ربذہ کی طرف سے گزرا۔ وہاں مجھے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ملے میں نے پوچھا: (شہر چھوڑ کر یہاں (دیہات میں) کیسے آئے؟ فرمایا: میں شام میں تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے متعلق الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ اختلاف ہو گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے: کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں اتری ہے۔ میں نے کہا: نہیں، ہم مسلمانوں کے لئے بھی یہی حکم ہے اور اہل کتاب کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ ہم دونوں میں خوب بحث ہوئی: انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میری شکایت لکھ بھیجی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مدینہ آنے کا حکم دیا: میں مدینہ منورہ پہنچا۔ لوگ کثرت سے میرے ارد گرد جمع ہونے لگے۔ گویا کہ پہلے انہوں نے مجھے دیکھا ہی نہیں تھا۔ میں نے اس ہجوم کا ذکر کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو مدینے کے قریب کسی گوشے میں جا رہو۔ یہی وجہ ہے میں یہاں رہنے لگا ہوں۔ اگر میرا امیر کسی حبشی کو بھی بنایا جاتا تو میں اس کی بات سنتا اور اطاعت کرتا۔

فائدہ: ربذہ مدینہ منورہ سے تین منزل پر ایک گاؤں ہے۔

2: ابو الحسن عزالدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی رحمہ اللہ المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لِعُثْمَانَ: تَأْذَنُ لِي فِي الْخُرُوجِ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَمَرَنِي بِالْخُرُوجِ مِنْهَا إِذَا بَلَغَ الْبِنَاءُ سَلْعًا. فَأَذِنَ لَهُ، فَنَزَلَ الرَّبَذَةَ وَبَنَى بِهَا مَسْجِدًا، وَأَقْطَعَهُ عُثْمَانُ صِرْمَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَأَعْطَاهُ مَمْلُوكَيْنِ وَأَجْرَى عَلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ عَطَاءً.

الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد 3 صفحہ 115 بَابُ ذِكْرُ تَسْيِيرِ أَبِي ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مدینہ منورہ جانے کی اجازت طلب کی اس لیے کہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے ابوذر جب مدینہ کی آبادی سلعہ نامہ پہاڑی تک پہنچ جائے تو یہاں سے ہجرت کر جانا چنانچہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ مقام ربذہ میں رہائش پذیر ہوئے اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ کی طرف سے چند اونٹ (اونٹوں کا ایک گلہ) ان کو دے دیا گیا اور ساتھ ہی دو خادم بھی عطا کیے گئے۔ نیز بقدر کفایت ان کے لیے بیت المال سے یومیہ وظیفہ جاری کر دیا گیا۔

جواب نمبر 4:

مذکورہ بالا واقعہ "روایۃً" درست نہ ہونے کے ساتھ ساتھ "درایۃً" (عقلی طور پر) بھی درست نہیں ہے، اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے باہمی تعلقات اس حد تک محبت کے تھے، کہ عقلاً یہ بات مانی ہی نہیں جاسکتی۔ باہمی الفت و محبت پر چند دلائل ملاحظہ ہوں:

1: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک اور باہمی محبت کا تعلق

2: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آپ کی اولاد سے حسن سلوک

ذیل میں بالترتیب ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

1: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک اور باہمی محبت کا تعلق:

1: امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَالَ لَهُ عُثْمَانُ كُنْ عِنْدِي تَغْدُو عَلَيْكَ وَتَرُوحُ اللِّقَاحُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِي دُنْيَاكُمْ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَى الرَّبَذَةِ فَأَذِنَ لَهُ فَخَرَجَ إِلَى الرَّبَذَةِ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَوٰةُ وَعَلَيْهَا عَبْدٌ لِعُثْمَانَ حَبَشِيٌّ فَتَأَخَّرَ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَقَدْ

أُمِرْتُ اَنْ اَسْمَعَ وَ أُطِيعَ وَلَوْ لِعَبْدٍ حَبْشِيٍّ فَأَنْتَ عَبْدٌ حَبْشِيٌّ

الطبقات الکبیر لابن سعد تذکرہ ابوذر واسمہ جندب

ترجمہ: جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا۔ کہ آپ میرے پاس قیام رکھیں۔ صبح وشام دودھ دینے والی اونٹیاں آپ کو پیش کی جائیں گی۔ فرمانے لگے: مجھے تمہاری دنیا کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: مجھے اجازت مرحمت فرمایئے تاکہ میں ربذہ چلا جاؤں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت عطا فرمادی۔ ربذہ تشریف لانے کے بعد نماز کا وقت آیا تو نماز کی اقامت کہی گئی۔ وہاں نماز پڑھانے کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک حبشی غلام امام مقرر کیا گیا تھا۔ وہ پیچھے ہٹنے لگا۔ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کہ جماعت کراؤ۔ مجھے تو کہا گیا ہے کہ اگر حبشی غلام ہی حاکم ہو تو اس کی بات کو سنوں اور اس کی اطاعت کروں۔ تو بھی حبشی غلام ہے۔ لہذا تیری اقتدا میں نماز پڑھوں گا پیچھے ہٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔

فائدہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ کا کس حد تک احترام تھا کہ آپ کے مقرر کردہ غلام کو امامت سے پیچھے ہٹانا گوارہ نہیں کیا۔

2: ابوزید عبدالرحمن بن محمد بن خلدون ولی الدین التونسی الحضرمی المالکی رحمہ اللہ المعروف ابن خلدون (ت808ھ) لکھتے ہیں:

فَنَزَلَ الرَّبَذَةَ وَبَنٰى بِهَا مَسْجِدًا، وَأَقْطَعَهُ عُثْمَانُ صِرْمَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَأَعْطَاهُ مَمْلُوكَيْنِ وَأَجْرَى عَلَيْهِ رِزْقًا وَكَانَ يَتَعَاهَدُ الْمَدِيْنَةَ

تاریخ ابن خلدون ج2 ص1029 تحت عنوان بدا الانتقاض علی عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

ترجمہ: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ مقام ربذہ میں رہائش پذیر ہوئے اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ کی طرف سے چند اونٹ (اونٹوں کا ایک گلہ) ان کو دے دیا گیا اور ساتھ ہی دو خادم بھی عطا کیے گئے۔ نیز بقدر کفایت ان کے لیے بیت المال سے باضابطہ وظیفہ جاری کر دیا گیا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وقتاً فوقتاً مدینہ منورہ میں آمد ورفت رکھتے تھے۔ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رابطہ قائم رکھے ہوئے تھے، آتے جاتے تھے)

فائدہ: مقام ربذہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان قریباً تین میل کا فاصلہ تھا۔

3: ابوعمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی خلدون (ت350ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ اَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ. يقُولُ اَرْسَلَ عُثْمَانُ إلى أبي ذر موليين له وَمَعَهُمَا مِائَتَا دِينَارٍ فَقَالَ لَهُمَا انْطَلِقَا بهما إلى أبي ذرٍ فَقُولَا لَهُ إِنَّ عُثْمَانَ يقرئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ هذه مِائَتَا دِينَارٍ فَاسْتَعِنْ بِهَا عَلَى مَا نَابَكَ فَقَالَ ابو ذر هل أعطى أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِثْلَ مَا أَعْطَانِي قَالَا لا قَالَ فَانما أنَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَسَعُنِي مَا يَسَعُ الْمُسلِمِينَ قَالَا لَهُ إِنَّهُ يَقُولُ هذَا مِن صُلْبِ مَالِي وَبِاللهِ الذى لا إله إلا هُوَ مَا خَالَطَهَا حَرَامٌ وَلَا بَعَثَ بِهَا إِلَيْكَ إِلَّا مِنْ حَلَالٍ

رجال کشی تذکرہ ابون غفاری

ترجمہ: ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ (یہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ عنہ کی کنیت ہے) سے سنا۔ فرماتے تھے: حضرت عثمان رضی اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف دو غلام بھیجے اور انہیں دو سو دینار بھی ساتھ دیئے اور فرمایا: ابوذر کے پاس جاؤ، انہیں میرا اسلام کہنا اور ساتھ یہ کہنا کہ یہ دو سو دینار ہیں انہیں قبول کرلیں اور اپنی ضروریات میں خرچ کریں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان دو غلاموں سے پوچھا: کیا یہ جو مجھے دیا گیا اور مسلمانوں کو بھی دیا گیا ہے؟ غلاموں نے کہا: نہیں۔ تو حضرت ابوذر رضی اللہ نے فرمایا: آخر میں بھی انہی کی طرح ایک عام مسلمان ہوں۔ جو ان کے لیے ہو وہی میرے لیے ہونا چاہیے۔ غلام کہنے لگے: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان تھا کہ یہ رقم میں نے اپنے ذاتی مال میں سے آپ کو دی ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی الہ نہیں اس میں انہوں نے کوئی حرام مال نہیں ملایا، آپ کو حلال مال ہی سے بھیجا

ہے۔یعنی یہ رقم غنیمت یا بیت المال میں سے نہیں۔

2: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آپ کی اولاد سے حسن سلوک:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ نَزَلَ الرَّبَذَةَ فَأَقَامَ بِهَا حَتَّى مَاتَ فِي ذِي الْحِجَّةِ مِنْ هَذِهِ السَّنَةِ، وَلَيْسَ عِنْدَهُ سِوَى امْرَأَتِهِ وَأَوْلَادِهِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ لَا يَقْدِرُونَ عَلَى دَفْنِهِ إِذْ قَدِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ مِنَ الْعِرَاقِ فِي جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَحَضَرُوا مَوْتَهُ، وَأَوْصَاهُمْ كَيْفَ يَفْعَلُونَ بِهِ، وَقِيلَ قَدِمُوا بعد وفاته فَوَلُوا غُسْلَهُ وَدَفْنَهُ، وَكَانَ قَدْ أَمَرَ أَهْلَهُ أَن يَطْبَخُوا لَهُمْ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ لِيَأْكُلُوهُ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَقَدْ أَرْسَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى أَهْلِهِ فَضَمَّهُمْ مَعَ أَهْلِهِ.

البدایہ والنہایہ شهر دخلت سنة ثنتين وثلاثين تذكرہ ابو ذر غفاری

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مقام ربذہ پہنچے، وہیں قیام کیا۔اور اسی سال ذوالحجہ کے مہینہ میں انتقال فرما گئے۔ان کے گھر میں صرف ان کی بیوی اور بچے تھے۔یہ حضرات ان کے دفن وکفن کے اخراجات پر بھی قادر نہ تھے۔اسی دوران عراق سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔اس وقت حضرت ابوذر غفاری مرض الوفات میں تھے۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے انہیں وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد آپ نے کیا کرنا ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد وہاں پہنچے تھے۔بہر حال انہوں نے ان کے کفن دفن کا انتظام کیا اور انہوں (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ) نے اپنی بیوی کو کہا کہ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری ذبح کر لینا۔تاکہ میرے انتقال کے بعد وہ کھانے سے محروم نہ رہیں۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی بھیجا تاکہ وہ مقام ربذہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال کو ان کے پاس لے آئے۔جب وہ لے کر آ گیا تو آپ نے اُن کو بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ ملا لیا۔

اعتراض نمبر 6: اپنی مردہ بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا الزام

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ: وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ- قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ، فَقَالَ: هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَانْزِلْ قَالَ فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا

صحیح البخاری، الرقم: 1285

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات کے موقع پر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہے کوئی تم میں سے جس نے آج رات مباشرت نہ کی ہو تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قبر میں اترو۔ پس وہ قبر میں اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو دفن کیا۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کہ "آج کی رات جس نے مباشرت نہ کی ہو" کے جواب میں صرف حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں ہوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے جماع کیا تھا اور اس وقت ان کے نکاح میں صرف حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں وہ بھی اسی رات انتقال کر گئی تھی تو اس سے معلوم ہوا انہوں نے اپنی مردہ بیوی سے جماع کیا تھا۔ العیاذ باللہ

جواب نمبر 1:

اس روایت میں یا اس کے علاوہ کسی بھی روایت میں یہ بات ثابت ہی نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ نے اپنی مردہ بیوی سے جماع کیا ہو۔

علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ فِي الْخَبَرِ مَا يَقْتَضِي أَنَّهُ وَاقَعَ بَعْدَ مَوْتِهَا بَلْ وَلَا حِينَ احْتِضَارِهَا وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى

فتح الباری جلد 3 ص 123

ترجمہ: اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ بات سامنے نہیں آتی۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان سے جماع کیا اور نہ ہی اس سے یہ اشارہ ملتا ہے۔ باقی صحیح علم اللہ کے پاس ہے۔

جواب نمبر 2:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی باندی کے ساتھ جماع کیا تھا نہ کہ اپنی بیوی سے۔

چنانچہ اس پر محدثین کرام کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

«اَلسِّرُّ فِي إِيثَارِ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى عُثْمَانَ أَنَّ عُثْمَانَ كَانَ قَدْ جَامَعَ بَعْضَ جَوَارِيهِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَتَلَطَّفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فِي مَنْعِهِ مِنَ النُّزُولِ فِي قَبْرِ زَوْجَتِهِ بِغَيْرِ تَصْرِيحٍ»

فتح الباری شرح بخاری عسقلانی ج 3 ص 123 کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو ترجیح دینے میں راز یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی کسی باندی سے اس رات جماع کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی کی قبر میں اترنے سے منع کرنے بغیر تصریح کے نرمی کی۔

2: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

وَيُقَال: إن عُثْمَان فِي تِلْكَ اللَّيْلَة بَاشر جَارِيَة لَهُ، فَعَلِمَ رَسُولُ الله، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، بذلك، فَلم يُعجبهُ حَيْثُ شغل عَن الْمَرِيضَة المُحْتَضَرَة بهَا. وَهِي أم كُلْثُوم زَوجَتُهُ بنتُ الرَّسُول، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، فَأَرَادَ أَنه لَا ينزل فِي قبرها مُعَاتَبَةً عَلَيْهِ، فكنى بِهِ عَنهُ.

عمدۃ القاری شرح بخاری جلد 8 ص 76 کتاب الجنائز

ترجمہ: کہا گیا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسی رات کو جس رات حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، اپنی ایک باندی سے جماع کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا۔ تو آپ نے اس کو اچھا نہ سمجھا کیوں کہ ایک ایسی مریضہ سے جو قریب المرگ ہو اس سے رو گردانی کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ یہ مریضہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں جو حضرت عثمان کی زوجہ اور نبی کریم صل اللہ علی وسلم کی بیٹی تھیں تو اس رو گردانی کی وجہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ بطور تنبیہ قبر میں نہ اترنے دیا جائے۔ تو آپ نے اشارہ کنایہ کے ذریعہ ان کو تنبیہ کر دی۔

3: ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

قِيلَ: إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أَرَادَ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ عُثْمَانَ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي تُوُفِّيَتْ، هَلْ خَالَطَ امْرَأَتَهُ أَيِ: الْأُخْرَى تِلْكَ اللَّيْلَةَ؟ فَلَمْ يَقُلْ عُثْمَانُ لَمْ أُقَارِفْ أَنَا

مرقاۃ شرح مشکواۃ جلد 4 ص 80 کتاب جنائز باب دفن المیت فصل ثالث

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضور صل اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے معلوم کرنا چاہا میری بیٹی ام کلثوم انتقال والی رات کو کیا تم نے کسی دوسری عورت سے ہم بستری کی ہے۔ تو اس سوال کے جواب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ نہ کہا۔ میں نے کسی دوسری عورت سے جماع نہیں کیا۔ (بلکہ خاموش رہے جس کا مطلب تھا۔ کہ انہوں نے دوسری عورت یعنی باندی سے جماع کیا ہے)

4: مشہور محدث شیخ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی اللہ رحمہ اللہ (ت 1052ھ) لکھتے ہیں:

گفت انس حاضر شدیم ما دختر آن حضرت را در حالے کہ دفن کردہ می شود و آن ام کلثوم بود کہ زوجہ عثمان بود و حال آنکہ انحضرت نشستہ بود نزد قبر پس دیدم من ہر دو چشم آنحضرت را کہ اشک می ریختند پس گفت آنحضرت آیا ہست در میان شما ہیچ یکے کہ گناہے نہ کردہ است یا جماع نہ کردہ است با زن امشب... وگفتہ اند کہ عثمان دریں شب یکے از کنیز کاں خود را پیش خود طلبیدہ بود و جماع کرد پس آنحضرت تعریض بوے کرد و منع کردن وے از نزول

اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ جلد 1 ص 742

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر ہوئے۔ یہ خاتون حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر کے قریب تشریف فرما تھے۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علی وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم حاضرین میں سے کوئی ایسا ہے کہ جس نے آج رات کسی عورت کے ساتھ ہم بستری نہ کی ہو؟ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس رات اپنی ایک باندی کو اپنے پاس بلوایا۔ اور

اس سے ہم بستری کی۔ تو اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کام کے سر انجام دینے میں بے احتیاطی سے کام لینے میں تعریض و تنبیہ فرمائی۔ وہ اس طرح کہ انہیں اپنی ہی زوجہ کی قبر میں اترنے سے روک دیا گیا۔

اشکال:

جب بیوی بیمار تھی تو اس حالت میں باندی سے جماع کرنا مناسب نہ تھا۔

جواب نمبر1:

ممکن ہے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بیماری بڑھ گئی ہو اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جماع کی خواہش ہوئی ہو تو انہوں نے اپنی باندی سے جائز طریقہ سے اس خواہش کی تکمیل کی ہو، اور انہیں اس بات کا تو علم نہیں تھا کہ میری بیوی اسی رات انتقال کر جائیں گی۔

علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَيُجَابُ عَنهُ بِإحْتِمَالِ اَنْ تَكُونَ مَرَضُ المَراةِ طَالَ وَ احتَاجَ عُثْمَانُ إلى الوقاعِ وَلَا يَظُنَّ عُثْمَانُ أَنَّهَا تَمُوتُ تِلكَ اللَّيلَةَ

فتح الباری جلد 3 ص 123

ترجمہ: اس کے جواب میں یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بیماری بڑھ گئی ہو۔ ادھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جماع کی خواہش ہوئی ہو۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خیال نہ ہو کہ میری زوجہ اسی رات انتقال کر جائیں گی۔

جواب نمبر2:

ایک بیوی کی بیماری کی صورت میں دوسری بیوی سے یا باندی سے جماع کرنا شرعاً ناجائز بھی نہیں ہے۔

فائدہ:

خود روافض بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس رات اپنی بیوی نہیں بلکہ اس سے دو یا تین دن پہلے اپنی ایک باندی سے مباشرت کی۔

ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی (ت 328ھ) لکھتے ہیں:

"وَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَبَاتَ عُثْمَانُ مُلْتَحِفًا بِجَارِيَتِهَا فَمَكَثَ الْاِثْنَيْنِ والثُّلاثاء وَ مَاتَتْ فِي الْيَوْمِ الرَّابع فَلَمَّا حَضَرَ اَنْ يَخْرُجَ بِهَا اَمَرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السّلامُ فَخَرَجَتْ وَنِسَاءُ المُؤمِنِينَ مَعَهَا وَخَرَجَ عُثْمَانُ يُشِيعُ جَنازَتَهَا فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيهِ النَّبِيُّ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَطَافَ البَارِحَةَ بِأَهْلِهِ أَوْ بِفَتَاتٍ فَلَا يَتَّبعن جنازتها

فروع کافی ج 3 ص 253 کتاب الجنائز باب النوادر

ترجمہ: یہ واقعہ اتوار کے دن کا ہے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اس رات اپنی باندی سے ہم بستری کی، عورت (حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا) پیر اور منگل کو زندہ رہی اور بدھ کے دن اس نے وفات پائی جب اس کا جنازہ نکلا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مومنین کی عورتیں بھی اس جنازہ کے ساتھ چلیں۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس جنازہ کے ساتھ چلے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو دیکھا تو فرمایا کہ جس نے گزشتہ رات اپنی باندی سے ہم بستری کی ہے۔ وہ جنازے کے ساتھ نہ چلے۔

جواب نمبر3:

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوتے تو یوں نہ ارشاد فرماتے: اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کی شادی بھی میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیتا۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِصْمَةَ، قَالَ: لَمَّا مَاتَتْ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم الَّتِيْ تَحْتَ عُثْمَانَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: زَوِّجُوْا عُثْمَانَ، لَوْ كَانَ لِي ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُهُ وَمَا زَوَّجْتُهُ إِلَّا بِالْوَحْيِ مِنَ اللهِ عزوجل.

المعجم الکبیر، الرقم:490

ترجمہ: حضرت عصمہ رضی للہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی دوسری بیٹی (حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا) جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں فوت ہو گئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: عثمان کی شادی کراؤ اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کی شادی بھی میں حضرت عثمان کے ساتھ کر دیتا اور میں نے اس کی شادی وحی کے مطابق ہی کی تھی۔

اعتراض نمبر 7: سفر میں نماز مکمل پڑھنا

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، قال: صَلَّى عُثْمَانُ بِمِنًى أَرْبَعًا حَتَّى بَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ: لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ.

سنن نسائی، رقم الحدیث:1450

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعت پڑھی۔ جب اس بات کا علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ہوا تو انہوں نے کہا: کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت پڑھی ہے۔

اعتراض:

اس حدیث کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر چار رکعت نماز ادا کی حالانکہ وہ مسافر تھے اور مسافر کے لیے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

جواب نمبر 1:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکہ میں شادی کرلی تھی تو مقیم ہوگئے، ظاہر ہے مقیم مکمل نماز پڑھتا ہے نہ کہ قصر۔

1: امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَأَنْكَرَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَأَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَأَهَّلَ فِي بَلَدٍ فَلْيُصَلِّ صَلَاةَ الْمُقِيمِ

مسند احمد، رقم الحدیث: 443 تحت احادیث عثمان بن عفان رضی اللہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی ذباب اپنے والد گرامی حضرت عبدالرحمن بن ابی ذباب رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منی کے مقام میں لوگوں کو چار رکعت کے ساتھ نماز پڑھائی تو اس پر لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت عثمان صلی اللہ نے معترضین کے جواب میں ارشاد فرمایا: اے لوگو میں جب سے مکہ میں آیا ہوں تو میں نے مکہ میں مقیم ہونے کا ارادہ کر لیا ہے اور اس مسئلہ کے متعلق میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں اقامت کا ارادہ کرلے تو وہ وہاں مقیم کی نماز (چار رکعت) ادا کرے، چونکہ میں نے یہاں اقامت کا ارادہ کر لیا تھا اس لیے میں نے چار رکعت نماز ادا کی ہے۔

2: حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) ذکر کرتے ہیں:

وَأَمَّا إِتْمَامُهُ الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ، فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ تَأَهَّلَ بِهَا وَنَوَى الْإِقَامَةَ فَأَتَمَّهَا

البدایہ والنہایہ تحت سنۃ خمس وثلاثین

ترجمہ: (سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہی اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا) کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ کا مکہ مکرمہ میں مکمل نماز پڑھنا اس لیے تھا کہ انہوں نے وہاں گھر بنالیا تھا اور اقامت کا ارادہ کر لیا تھا اس لیے انہوں نے اتمام کیا یعنی چار رکعت نماز ادا کی ہے۔

اعتراض نمبر 8: اذان جمعہ میں اضافہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: الزَّوْرَاءُ مَوْضِعٌ بِالسُّوقِ بِالْمَدِينَةِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث 912

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جب امام منبر پر خطبہ کے لیے بیٹھتے تھے اس وقت جمعہ کی پہلی اذان دی جاتی تھی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مسلمانوں کی کثرت ہو گئی تو وہ مقام زوراء سے ایک اور اذان دلوانے لگے۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: زوراء مدینہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت کرتے ہیں:

فی هذه السنه (30ھجری) زَادَ عُثْمَانُ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ

تاریخ طبری ج5 ص68 تحت آخر سنة ثلاثين

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 30 ہجری میں الزوراء کے مقام پر تیسری اذان کا اضافہ کیا۔

اعتراض:

مذکورہ بالا روایات کی روشنی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے جمعہ کی اذان کا اضافہ کیا۔

جواب نمبر 1:

اگر کوئی مسئلہ قرآن و سنت سے صراحت کے ساتھ ثابت نہ ہو اور خلیفہ راشد اسے اجتہاد سے حل کرے اور اس اجتہاد کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبول بھی کر لیں تو اس اجتہاد کی حیثیت سنت کی بن جاتی ہے۔ یہ وہ سنت ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت قرار دے کر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث رحمہ اللہ (ت275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔

سنن ابی داؤد، باب فی لزوم السنة، رقم الحدیث: 4607

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز فجر کے بعد ایک نہایت مؤثر خطبہ دیا جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل کانپ اٹھے۔ (مجمع میں سے) ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس خطبہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دنیا سے جانے والے ہیں۔ (اگر میں صحیح سمجھا ہوں تو) ہمیں کچھ وصیت فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور امیر کی بات ماننا، اس کی اطاعت کرتے رہنا اگرچہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ

آپ میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے تو وہ بہت اختلافات دیکھیں گے۔ دین میں نئی نئی باتوں سے بچنا اس لیے کہ یہ گمراہی ہے۔ جو شخص میرے بعد اس (گمراہی والے زمانے) کو پائے تو (اس کے بچنے کے لیے) اس پر لازم ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی کرنا اور (عرب محاورے کے طور پر یہ بھی فرمایا کہ) دانتوں سے (مضبوطی کے ساتھ) پکڑنا۔

فائدہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت ایک ہی ہوتی ہے اس لئے ایک حدیث میں "تَمَسَّکُوْا بِهَا" فرمایا "تَمَسَّکُوْا بِهِمَا" نہیں فرمایا۔ چنانچہ دیکھنے میں دو ہیں لیکن حقیقت میں ایک ہی ہے۔

جواب نمبر2:

اگر کوئی مسئلہ قرآن وسنت سے صراحت کے ساتھ ثابت نہ ہو اور خلیفہ راشد اسے اجتہاد سے حل کرے اور اس اجتہاد کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبول بھی کر لیں تو اس اجتہاد کی حیثیت اجماع کی بن جاتی ہے۔ اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی جماعت بکثرت موجود تھی، ان سب کا اس فیصلہ کو تسلیم کر لینا اور مخالفت نہ کرنا خلیفہ راشد کے اجتہاد کے اجماع بن جانے کی دلیل ہے۔

1: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت855ھ) لکھتے ہیں:

وَلٰكِنَّه ثَالِثٌ بِاعْتِبَارِ شَرْعِيَةٍ بِاجْتِهَادِ عُثْمَان وَمُوَافِقَةُ سَائِرِ الصَّحَابَة بِهٖ بِالسُّكُوتِ وَعَدْمِ الْإِنْكَار، فَصَارَ إِجْمَاعًا سُكُوْتِيًا

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری تحت ھذا الحدیث

ترجمہ: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) اپنے اجتہاد سے تیسری اذان کا اضافہ کیا جو کہ حقیقت میں پہلی ہے لیکن شریعت کے اعتبار سے تیسری ہے اور تمام صحابہ کرام نے سکوت فرما کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موافقت کی اور انکار نہیں کیا تو یہ اجماع سکوتی ہوا۔

2: محشی صحیح بخاری حضرت مولانا احمد علی سہانپوری رحمہ اللہ (ت1297ھ) لکھتے ہیں:

اَنَّ عُثْمَانَ زَادَ الْاَذَانَ الثَّالِثَ الذی هُوَ الْاَوَّلُ فِي الْوُجُودِ وَلٰكِنَّه ثَالِثٌ بِاعْتِبَارِ شَرْعِيَةٍ بِاجْتِهَادِ عُثْمَان وَمُوَافِقَةُ سَائِرِ الصَّحَابَة بِهٖ بِالسُّكُوتِ وَعَدْمِ الْإِنْكَار، فَصَارَ إِجْمَاعًا سُكُوْتِيًا وَالْاَذَانُ الثَّالِثُ هُوَ الْاِقَامَةُ

حواشی البخاری ج1، ص124، باب لاذان یوم الجمعه

ترجمہ: بیشک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے تیسری آذان کا اضافہ کیا جو کہ حقیقت میں پہلی ہے لیکن شریعت کے اعتبار سے تیسری ہے اور تمام صحابہ کرام نے سکوت فرما کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موافقت کی اور انکار نہیں کیا تو یہ اجماع سکوتی ہوا اور تیسری اذان سے مراد اقامت ہے۔

اعتراض نمبر 9: مدینہ منورہ کی اجتماعی چراگاہ کو اپنی ذاتی استعمال میں لانا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کی اجتماعی چراگاہ کو اپنی ذاتی تحویل میں لے لیا تھا۔

جواب:

یہ چراگاہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتی تحویل میں نہیں تھی بلکہ اس کو اجتماعی چراگاہ بنادیا تھا جس میں صدقہ کے اونٹ چرتے تھے۔

1: امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

وَأَمَّا الْحِمٰى فَإِنَّ عُمَرَ حَمَى الْحِمٰى قَبْلِيْ لِإِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا وُلِّيتُ زَادَتْ إِبِلُ الصَّدَقَةِ فَزِدْتُ فِي الْحِمٰى لِمَا زَادَ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ،

تاریخ طبری ج 5 ص 107 تحت روایت مناظرۃ القوم عثمان رضی اللہ عنہ و سبب حصارہم

ترجمہ: مجھ سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے اونٹوں کیلئے چراگاہ کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا، جب میں حاکم بنایا گیا تو صدقہ کے اونٹوں میں اضافہ ہو گیا تو میں نے بھی چراگاہ میں توسیع کرلی صدقہ کے اونٹوں میں اضافے کی وجہ سے۔

2: مؤفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن احمد بن محمد ابن قُدامۃ المقدسی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 620ھ) لکھتے ہیں:

وَلَنَا أَنَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ حَمَيَا، وَاشْتَهَرَ ذٰلِكَ فِي الصَّحَابَةِ، فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِمَا، فَكَانَ إِجْمَاعًا

المغنی لابن قدامہ، فصل فی الحمی

ترجمہ: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چراگاہوں کو (حکومت کی تحویل میں) لیا۔ یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان مشہور تھی کسی نے بھی اس پر نکیر نہیں کی، گویا کہ اس پر اجماع ہو گیا۔

3: علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

فَأَمَّا الْحِمٰى فَوَاللّٰهِ مَا حَمَيْتُهُ لِإِبِلِي وَلَا لِغَنَمِي وَإِنَّمَا حَمَيْتُهُ لِإِبِلِ الصَّدَقَةِ

تاریخ الاسلام للذہبی تحت سنہ 35 ہجری

ترجمہ: اللہ کی قسم چراگاہ میں نے اپنے اونٹوں اور بکریوں کے لیے استعمال نہیں کی بلکہ یہ صدقہ کے اونٹوں کے لیے ہے۔

4: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَأَجَابَ عَلِيٌّ عَنْ ذٰلِكَ: أَمَّا الْحِمٰى فَإِنَّمَا حَمَاهُ لِإِبِلِ الصَّدَقَةِ لِتَسْمَنَ، وَلَمْ يَحْمِهِ لِإِبِلِهِ وَلَا لِغَنَمِهِ وَقَدْ حَمَاهُ عُمَرُ مِنْ قَبْلِهِ.

البدایہ والنہایہ لابن کثیر، تحت سنہ 35 ہجری

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ چراہ گاہ صدقہ کے اونٹوں کے لیئے ہے تاکہ وہ اس میں چر کر موٹے تازے ہو جائیں۔ اس چراہ گاہ کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) اپنے اونٹوں اور بکریوں کے لیے استعمال نہیں کیا۔ ان سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل بھی یہی تھا کہ وہ اس چراہ گاہ کو صرف صدقہ کے اونٹوں کیلئے استعمال کرتے تھے۔

اعتراض نمبر 10: حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ پر لگائے جانے والے الزامات کو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ درست سمجھتے تھے

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

وَأَرْسَلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ إِلَى مِصْرَ، وَأَرْسَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ إِلَى الشَّامِ، وَفَرَّقَ رِجَالًا سِوَاهُمْ. فَرَجَعُوا جَمِيعًا قَبْلَ عَمَّارٍ فَقَالُوا: أَيُّهَا النَّاسُ مَا أَنْكَرْنَا شَيْئًا وَلَا أَنْكَرَهُ أَعْلَامُ الْمُسْلِمِينَ وَلَا عَوَامُّهُمْ. وَقَالُوا جَمِيعًا: الْأَمْرُ أَمْرُ الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا أَنَّ أُمَرَاءَهُمْ يُقْسِطُونَ بَيْنَهُمْ، وَيَقُومُونَ عَلَيْهِمْ. وَاسْتَبْطَأَ النَّاسُ عَمَّارًا حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهُ قَدِ اغْتِيلَ، فَلَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا كِتَابٌ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ يخبرهم أَنَّ عَمَّارًا قَدِ اسْتَمَالَهُ قَوْمٌ بِمِصْرَ وَانْقَطَعُوا إِلَيْهِ، مِنْهُمْ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّوْدَاءِ، وَخَالِدُ بْنُ مُلْجِمٍ، وَسَوْدَانُ بْنُ حُمْرَانَ، وَكِنَانَةُ بْنُ بِشْرٍ.

تاریخ الطبری باب ذکر مسیر من سار إلی ذی خشب من أهل مصر

ترجمہ: حضرت عثمان نے حضرت عمار کو حالات کی خبر لینے کے لیے مصر بھیجا اور عبد اللہ بن عمر کو شام روانہ کیا اور انکے علاوہ لوگوں کو مختلف علاقوں میں بھیجا، لہذا سارے لوگ حضرت عمار سے پہلے واپس آگئے، کہنے لگے اے لوگو، ہم نے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو قابل اعتراض ہو، اور نہ ہی عقل مند لوگوں نے کسی بات پر نکیر کی اور نہ ہی عوام الناس نے، اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ یہ معاملہ مسلمانوں کا ہے، مگر یہ باتیں کہ امراء لوگوں کے درمیان انصاف کرتے ہیں، اور لوگوں پر نگرانی بھی کرتے ہیں، اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے اس تحقیق میں سست پایا یہاں تک کہ لوگ یہ گمان کرنے لگے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان کی باتوں میں آگئے ہیں۔ چناچہ عبد اللہ بن سعد بن ابو سرح کے خط نے لوگوں کو اچانک اس کرب میں ڈال دیا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو پوری قوم نے اپنی طرف مائل کر دیا ہے اور مستقل طور پر ان کی صحبت اختیا کر لی، لہذا ان لوگوں میں عبد اللہ بن سوداء، اور خالد بن ملجم اور سودان بن حمران، اور کنانہ بن بشر سر فہرت ہیں۔

اعتراض:

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ جیسے صاحب فضل و کمال صحابی بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ پر لگائے جانے والے الزامات کو درست سمجھتے تھے۔

جواب نمبر 1:

یہ روایت غیر معتبر ہے؛ اس روایت کا راوی "یزید فقعسی" مجہول العین ہے، لہذا اس مجہول راوی کی وجہ سے یہ روایت معتبر نہیں ہو گی۔ اگر راوی مجہول العین یا مجہول الحال ہو تو محدثین کرام رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی روایت معتبر نہیں ہوتی۔ مجہول کا ضابطہ یہ ہے:

1: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد خطیب بغدادی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ خَبَرُ مَنْ جَهِلَتْ عَيْنُهُ وَصِفَتُهُ لِأَنَّهُ حِينَئِذٍ لَا سَبِيلَ إِلَى مَعَارِفِ عَدَالَتِهِ. هٰذَا قَوْلُ كُلِّهِمْ.

الکفایۃ فی علم الروایۃ ص:324

ترجمہ: ایسی روایت جس کا راوی مجہول العین اور مجہول الوصف ہو، روایت قبول نہیں ہو گی، اس لیے کہ اس کی عدالت پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ تمام محدثین کرام رحمہم اللہ کا قول ہے۔

2: علامہ محی الدین ابو زکریا یحیٰی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْعَدَالَةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لَا تُقْبَلُ عِنْدَ الْجَمَاهِيرِ. (تقریب النواوی: ص172)

ترجمہ: مجہول العدالت خواہ ظاہرا ہو یا باطنا، اس کی روایت جمہور کے نزدیک قبول نہیں ہو گی۔

اعتراض نمبر 11: حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کا خط لکھنا

ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ البصری رحمہ اللہ (ت:240ھ) لکھتے ہیں:

قَالُوْا اَنَّہ کَانَ غَادِرًا مُخَالِفًا لِوَعْدِہٖ فَاِنَّ أَهْلَ مِصْرَ شَكَوا اِلَيْهِ عَامِلَه عَبْدَ اللهِ بنِ أبِي سَرْحٍ فَوَعَدَهُمْ أن يُوَلِّيَ عَلَيْهِمْ مَن يَرْضَوْنَ فَاخْتَارُوا مُحَمَّدَ بنَ أبِي بَكْرٍ فَوَلَّاهُ عَلَيْهِمْ وَتَوَجَّهُوا بِه مَعَهُمْ اِلى مِصْرَ ثُمَّ كَتَبَ اِلى عَامِلِه بنِ أبِي سَرْحٍ بِمِصْرَ يَأْمُرُه أن يَأْخُذَ مُحَمَّدَ بنَ أبِي بَكْرٍ فَيَقْطَعُ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَهٰذَا كَانَ سَبَبُ رُجُوعِ أَهلِ مِصْرَ وَغَيْرِهِمْ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَحِصَارِهِمْ عُثْمَانَ وَقَتْلِه

تاریخ خلیفہ ابن خیاط تحت الفتنہ فی زمن عثمان رضی اللہ

ترجمہ: لوگ کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے وعدے کی خلاف ورزی کی۔ کیونکہ اہل مصر نے ان کے سامنے عبد اللہ بن ابی سرح کی شکایت لے کر آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ ان پر اس شخص کو گورنر بنائیں گے جسے وہ پسند کریں گے چنانچہ لوگوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو اختیار کیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہی کو والی مصر بنا دیا۔ لہذا لوگ ان کو لے کر مصر روانہ ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مصر کے عامل ابن ابی سرح کو خط لکھا جس میں اس عامل کو حکم دیا کہ جب محمد بن ابی بکر آپ کے پاس پہنچ جائیں تو انہیں گرفتار کر لیں اور انکے ہاتھ پاوں کاٹ ڈالیں اور یہی خط اہل مصر کا اور دوسرے لوگوں کا مدینہ منورہ کی طرف دوبارہ لوٹنے کا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے کا اور قتل کرنے کا سبب بنا۔

اعتراض:

مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کرنے کے لئے خط لکھا۔

جواب:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف منسوب یہ خط جعلی تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے نہ ہی خط لکھوایا تھا اور نہ ہی ان کو اس کا علم تھا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس خط کو تردید فرما سی تھی۔ چنانچہ مصنف اسی عبارت کے بعد اس کی تردید بھی نقل کرتے ہیں:

1: ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ البصری رحمہ اللہ (ت:240ھ) لکھتے ہیں:

جَوَابُه أَمَّا قَوْلُهُمْ اَنَّہ كَانَ غَادِرًا اِلى آخِرِ مَا قَرَّرُوْه فَنَقُولُ أَمَّا الْكِتَابُ الَّذِی كَانَ اِلى عَامِلِه بِمِصْرَ فَلَمْ يَكُنْ مِنْ عِنْدِہٖ وَقَدْ حَلَفَ عَلٰى ذٰلِكَ لَهُمْ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُ ذٰلِكَ فِي مَقْتَلِه مُسْتَوفًى وَقَدْ ذَكَرْنَا مَن يَتَّهِمُ بِالتَّزْوِيرِ عَلَيْهِ وَقَدْ تَحَقَّقُوا ذٰلِكَ وَاِنَّمَا غَلَبَ الْهَوٰى أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ عَلَى الْعُقُولِ حَتّٰى ضَلَّتْ فِيْهِ فِئَةٌ فَقَتَلَتْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

تاریخ خلیفہ ابن خیاط تحت الفتنہ فی زمن عثمان رضی اللہ

ترجمہ: اس اعتراض کا جواب یہ ہے: لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غداری کی ہے یہ محض ان پر الزام ہے حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے قسم اٹھائی تھی کہ یہ خط ان کا نہیں ہے اور اس کی انہوں نے تحقیق بھی کی تھی کہ واقعتا یہ خط ان کا نہیں ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی خواہش نفس کے غلبے کی وجہ سے یہ سانحہ کر گزرے یعنی شہید کر دیا۔ اعاذنا اللہ من ذالک۔

2: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا كَذِبٌ عَلَى الصَّحَابَةِ، وَإِنَّمَا كُتِبَتْ كُتُبٌ مُزَوَّرَةٌ عَلَيْهِمْ. كَمَا كَتَبُوا مِنْ جِهَةِ عَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ إِلَى الْخَوَارِجِ كُتُبًا مُزَوَّرَةً عَلَيْهِمْ أَنْكَرُوهَا، وَهَكَذَا زُوِّرَ هٰذَا الْكِتَابُ عَلَى عُثْمَانَ أَيْضًا، فَإِنَّهُ لَمْ يَأْمُرْ بِهِ وَلَمْ يَعْلَمْ بِهِ أَيْضًا.

البدایہ والنہایہ، ج7، ص175 بحث مجی الاحزاب الی عثمان

ترجمہ: یہ صحابہ کرام پر جھوٹا الزام ہے۔ اس لیے کہ جو خط لکھے گئے تھے وہ خط جعلی تھے جیسا کہ حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضوان اللہ علیہم کے خوارج کی طرف منسوب جھوٹے خط ہیں جس کا انہوں نے بعد میں انکار بھی کر دیا تھا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف بھی اس جھوٹے خط کی نسبت کی گئی ہے جب کہ انہوں نے نہ اس خط کا حکم بھی دیا تھا اور نہ ہی وہ اس خط کو جانتے تھے۔

3: مورخ حسین بن محمد بن الحسن الدیّار بکری رحمہ اللہ (ت:966ھ) لکھتے ہیں:

قَالُوْا اَنَّه كَانَ غَادِرًا مُخَالِفًا لِوَعْدِه فَاِنَّ أَهْلَ مِصْرَ شَكَوا اِلَيْهِ عَامِلَه عَبْدَ اللهِ بنِ أبی سَرْحٍ فَوَعَدَهُمْ أن يُوَلِّيَ عَلَيْهِمْ مَن يَرْضَوْنَ فَاخْتَارُوا مُحَمَّدَ بنَ أبی بَكْرٍ فَوَلَّاهُ عَلَيْهِمْ وَتَوَجَّهُوا بِه مَعَهُمْ اِلٰى مِصْرَ ثُمَّ كَتَبَ اِلٰى عَامِلِه بنِ أبی سَرْحٍ بِمِصْرَ يَأْمُرُه أَن يَأْخُذَ مُحَمَّدَ بنَ أبی بَكْرٍ فَيَقْطَعُ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَهٰذَا كَانَ سَبَبُ رُجُوعِ أَهلِ مِصْرَ وَغَيْرِهِمْ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَحِصَارِهِمْ عُثْمَانَ وَقَتْلِه

جَوَابُه أَمَّا قَوْلُهُمْ اَنَّه كَانَ غَادِرًا اِلٰى آخَرَ مَا قَرَّرُوْه فَنَقُولُ أَمَّا الْكِتَابُ الَّذِى كَانَ اِلٰى عَامِلِه بِمِصْرَ فَلَمْ يَكُنْ مِنْ عِنْدِه وَقَدْ حَلَفَ عَلٰى ذٰلِكَ لَهُمْ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُ ذٰلِكَ فِي مَقْتَلِه مُسْتَوفًى وَقَدْ ذَكَرْنَا مَن يَتَّهِمُ بِالتَّزْوِيرِ عَلَيْهِ وَقَدْ تَحَقَّقُوا ذٰلِكَ وَاِنَّمَا غَلَبَ الْهَوٰى أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ عَلَى الْعُقُولِ حَتّٰى ضَلَّتْ فِيْهِ فِئَةٌ فَقَتَلَتْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس تحت ذکر مقتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ترجمہ: لوگ کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے وعدے کی خلاف ورزی کی۔ کیونکہ اہل مصر نے ان کے سامنے عبد اللہ بن ابی سرح کی شکایت لے کر آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ ان پر اس شخص کو گورنر بنائیں گے جسے وہ پسند کریں گے چنانچہ لوگوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو اختیار کیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہی کو والی مصر بنا دیا۔ لہذا لوگ ان کو لے کر مصر روانہ ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مصر کے عامل ابن ابی سرح کو خط لکھا جس میں اس عامل کو حکم دیا کہ جب محمد بن ابی بکر آپ کے پاس پہنچ جائیں تو انہیں گرفتار کر لیں اور انکے ہاتھ پاوں کاٹ ڈالیں اور یہی خط اہل مصر کا اور دوسرے لوگوں کا مدینہ منورہ کی طرف دوبارہ لوٹنے کا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے کا اور قتل کرنے کا سبب بنا۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے: لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غداری کی ہے یہ محض ان پر الزام ہے حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے قسم اٹھائی تھی کہ یہ خط ان کا نہیں ہے اور اس کی انہوں نے تحقیق بھی کیتھی کہ واقعتا یہ خط ان کا نہیں ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی خواہش نفس کے غلبے کی وجہ سے یہ سانحہ کر گزرے۔

اعاذنا اللہ من ذالک۔

اعتراض نمبر 12: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا؛ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی تھیں

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی رحمہ اللہ (ت 211ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، فَذَكَرْتُ عُثْمَانَ فَقَالَتْ: «يَا لَيْتَنِي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا، وَاللَّهِ مَا انْتَهَكْتُ مِنْ عُثْمَانَ شَيْئًا إِلَّا قَدِ انْتُهِكَ مِنِّي مِثْلُهُ، حَتَّى لَوْ أَحْبَبْتُ قَتْلَهُ لَقَتَلْتُ»

مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث: 20967 باب مقتل عثمان رضی !اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عروہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں اور عبید اللہ بن عدی بن خیار رحمہا اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گئے تو میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگیں: کاش! میں بھولی بسری ہو چکتی: اللہ کی قسم میں نے ان سے جو زیادتی کی، اس کے مثل وہ میرے ساتھ کر چکے اگر میں انہیں قتل کرنا پسند کرتی تو قتل کر دیتی۔

اعتراض:

اس روایت کی روشنی میں اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھیں یا کم از کم راضی ضرور تھی۔

جواب نمبر 1:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں قطعاً شریک نہیں تھیں اس پر کئی شواہد ہیں۔

1: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتی ہیں

2: اپنی طرف منسوب جعلی خطوط کی نفی کرتی ہیں

3: قاتلین عثمان پر لعنت بھیجتی ہیں

4: قتل سے اظہار برات کرتی ہیں

1: فضائل بیان کرتی ہیں:

1: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللَّهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ

سنن الترمذی، الرقم 3638

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے عثمانؓ! امید ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ ایک قمیص پہنائے گا لوگ اگر اسے اتروانا چاہیں، تو ان کے لئے اتارنا نہیں ہے۔

فائدہ: قمیص سے خلافت ہے۔

2: امام ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن ابراہیم العراقی رحمہ اللہ (ت: 806ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: لَقَدْ قَتَلُوهُ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَوْصَلِهِمْ لِلرَّحِمِ وَأَتْقَاهُمْ لِرَبِّهِ۔

طرح التثریب فی شرح التقریب تحت الترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اور اپنے رب سے ڈرنے والے تھے۔

2: اپنی طرف منسوب جھوٹے خطوط کی نفی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنی طرف منسوب جھوٹے خطوط تک کی کی نفی فرمائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ، حِينَ قُتِلَ عُثْمَانُ: تَرَكْتُمُوهُ كَالثَّوْبِ النَّقِيِّ مِنَ الدَّنَسِ، ثُمَّ قَرَّبْتُمُوهُ تَذْبَحُونَهُ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ، هَلاَّ كَانَ هَذَا قَبْلَ هَذَا، فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ: هَذَا عَمَلُكِ، أَنْتِ كَتَبْتِ إِلَى النَّاسِ تَأْمُرِينَهُمْ بِالْخُرُوجِ إِلَيْهِ، قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لاَ وَالَّذِي آمَنَ بِهِ الْمُؤْمِنُونَ، وَكَفَرَ بِهِ الْكَافِرُونَ، مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِمْ بِسَوْدَاءَ فِي بَيْضَاءَ حَتَّى جَلَسْتُ مَجْلِسِي هَذَا. قَالَ الأَعْمَشُ: فَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ كُتِبَ عَلَى لِسَانِهَا.

طبقات ابن سعد، الرقم 3043

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کیا گیا تو (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اظہار افسوس کرتے ہوئے قاتلین کو کہا) تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو اعتراضات سے بری پایا جیسا کہ میں نے آپ کو میل کچیل سے کپڑے کو صاف دیکھا ہے پھر بھی تم نے ان کو مینڈھے کی طرح ذبح کر ڈالا۔ ہائے افسوس یہ مجھ سے پہلے ہو جاتا (میں اس افسوسناک واقعہ کو نہ دیکھ سکتی) اس کے بعد مسروق رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت میں عرض کیا (لوگ کہتے ہیں) کہ یہ سب کچھ آپ کے کہنے پر ہوا ہے اور آپ نے لوگوں کی طرف لکھا اور حکم دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کریں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جواب میں ارشاد فرمایا: نہیں یہ بات ہر گز نہیں بلکہ اس ذات کی قسم! جس پر مومن ایمان لائے اور کفار نے اس ذات کے ساتھ کفر کیا۔ میں نے آج تک اس قسم کا کوئی مکتوب نہیں لکھا۔

3: قاتلین عثمان پر لعنت:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کرنے والے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے، اس پر چند روایات ملاحظہ ہوں۔

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا يُونُسُ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْيَشْكُرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمِّي، تُحَدِّثُ أَنَّ أُمَّهَا، انْطَلَقَتْ إِلَى الْبَيْتِ حَاجَّةً وَالْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ لَهُ بَابَانِ قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَيْتُ طَوَافِي دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ بَعْضَ بَنِيكِ بَعَثَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ، وَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكْثَرُوا فِي عُثْمَانَ، فَمَا تَقُولِينَ فِيهِ؟ قَالَتْ: لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَهُ، لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَهُ، لَا أَحْسِبُهَا إِلَّا قَالَتْ: ثَلَاثَ مِرَارٍ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْنِدٌ فَخِذَهُ إِلَى عُثْمَانَ، وَإِنِّي لَأَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ جَبِينِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَلَقَدْ زَوَّجَهُ ابْنَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى إِثْرِ الْأُخْرَى، وَإِنَّهُ لَيَقُولُ: " اكْتُبْ عُثْمَانُ " قَالَتْ: مَا كَانَ اللهُ لِيُنْزِلَ عَبْدًا مِنْ نَبِيِّهِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ إِلَّا عَبْدًا عَلَيْهِ كَرِيمًا.

مسند امام احمد، رقم الحدیث 26247 تحت مسند عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عمر بن عبد الرحمن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا، وہ بیان کرتی ہیں کہ ان کی والدہ نقل کرتی ہیں کہ وہ بیت اللہ میں ضرورت کے لیے گئیں اور اس وقت بیت اللہ کے دو دروازے تھے، کہتی ہیں: کہ جب میں نے طواف مکمل کر لیا تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور میں نے کہا: اے ام المومنین! آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور آپ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھ رہا ہے، کیونکہ لوگ ان کی شان میں گستاخی کرنے لگے ہیں، انہوں نے فرمایا: کہ جو لعنت کرے، اس پر اللہ کی لعنت نازل ہو، واللہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت مبارک میرے ساتھ لگائے ہوتے تھے اور اسی دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آجاتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے تھے: عثمان! لکھو، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں سے ان کا نکاح کیا تھا، اللہ یہ مرتبہ اسی کو دے سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی نگاہوں میں معزز ہو۔

2: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بن الْحُبَابِ أَبُو خَلِيفَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بن عَبْدِ الْوَهَّابِ الْحَجَبِيُّ، حَدَّثَنَا حَزْمٌ، عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلِيقَ بن خَشَّافٍ، يَقُولُ: وَفَدْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِنَنْظُرَ فِيمَ قُتِلَ عُثْمَانُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَرَّ مِنَّا بَعْضٌ إِلَى عَلِيٍّ، وَبَعْضٌ إِلَى الْحُسَيْنِ بن عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَبَعْضٌ إِلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهَا فَرَدَّتِ السَّلامَ، فَقَالَتْ: وَمَنِ الرَّجُلُ؟، قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَقَالَتْ: مِنْ أَيِّ أَهْلِ الْبَصْرَةِ؟، قُلْتُ: مِنْ بَكْرِ بن وَائِلٍ، قَالَتْ: مِنْ أَيِّ بَكْرِ بن وَائِلٍ؟، قُلْتُ: مِنْ بني قَيْسِ بن ثَعْلَبَةَ، قَالَتْ: أَمِنْ أَهْلِ فُلانٍ؟، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، فِيمَ قُتِلَ عُثْمَانُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؟، قَالَتْ: قُتِلَ وَاللَّهِ مَظْلُومًا، لَعَنَ اللَّهُ قَتَلَتَهُ، أَقَادَ اللَّهُ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ بِهِ، وَسَاقَ اللَّهُ إِلَى أَعْيُنِ بني تَمِيمٍ هَوَانًا فِي بَيْتِهِ، وَأَهْرَاقَ اللَّهُ دِمَاءَ بني بُدَيْلٍ عَلَى ضَلالَةٍ، وَسَاقَ اللَّهُ إِلَى الأَشْتَرِ سَهْمًا مِنْ سِهَامِهِ، فَوَاللَّهِ مَا مِنَ الْقَوْمِ رَجُلٌ إِلا أَصَابَتْهُ دَعْوَتُهَا.

المعجم الکبیر رقم 131

ترجمہ: ایک شخص (طلق بن خشاف) نے ذکر کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے بعد ہم مدینہ طیبہ میں آئے اور اور ہم میں سے بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور بعض حضرت حسین بن علی رضی اللہ کی خدمت میں پہنچے۔ اور بعض امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں تک کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھی حاضری دی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے سلام عرض کیا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: اہل بصرہ سے، تو انہوں نے کہا: اہل بصرہ میں سے کس قبیلہ سے ہو؟ تو میں نے کہا: کہ بکر بن وائل سے۔ تو انہوں نے کہا: کہ بکر بن وائل میں سے کس سے ہو؟ تو میں نے کہا: کہ بنی قیس بن ثعلبہ سے۔ تو فرمانے لگیں: کہ اچھا تم فلاں سے ہو۔ پھر میں نے سوال کیا: اے ام المومنین! عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کس بات پر اور کس بناء پر قتل کیے گئے؟ تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم عثمان رضی اللہ عنہ مظلوماً قتل کیے گئے، اللہ تعالی کی لعنت ہو ان لوگوں پر جنہوں نے ان کو قتل کیا، اللہ تعالی محمد بن ابی بکر اگر قتل میں شریک ہیں تو ان سے بھی بدلہ لے۔ اللہ تعالی بنو تمیم کو ذلیل ورسوا کرے۔ اللہ تعالی بنو بدیل کا خون بہائے۔ اللہ تعالی اشتر کو اپنے تیر سے ہلاک کرے۔

راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ان سب کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بددعا پہنچی اور وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

4: قتل عثمان سے اظہار برات:

قتل عثمان میں شریک ہیں یہ قول روافض کا ہے۔

چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا زَعَمَتْهُ الشِّيعَةُ مِنْ أَنَّهَا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا كَانَتْ هِيَ الَّتِي تُحَرِّضُ النَّاسَ عَلَى قَتْلِ عُثْمَانَ وَتَقُولُ: اُقْتُلُوا نَعْثَلًا فَقَدْ

فَجَرَهُ تَشَبَّهَهُ بِيَهُوْدِيٍّ يُدْعٰى نَعْثَلًا حَتّٰى إِذَا قُتِلَ۔۔۔ كِذْبٌ لَا أَصْلَ لَهُ وَهُوَ مِنْ مُفْتَرَيَاتِ ابنِ قُتَيْبَةَ وابنِ أَعْثَمَ الْكُوْفِيِّ والسَّمْسَاطِيِّ وَكَانُوا مَشْهُوْرِيْنَ بِالْكِذْبِ وَالْاِفْتِرَاءِ

روح المعانی ج22ص11 تحت الآیہ وقرن فی بیوتکن

ترجمہ: جو شیعہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر ابھارااور لوگوں سے کہا کہ اس بوڑھے بے وقوف کو قتل کر دیں یہ فاجر ہے،اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کواس یہودی کے ساتھ تشبیہ دی ہے جسے بجو کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے،اوپر ذکر کردہ یہ سارا قصہ جھوٹ ہے اسکی کوئی اصل نہیں ہے یہ ابن قتیبہ،ابن اعثم کوفی اور سمساطی کی مَن گھڑت روایتوں میں سے ایک گھڑی ہوئی کہانی ہے اور یہ لوگ دجل فریب اور جھوٹ میں لوگوں میں مشہور ومعروف ہیں۔

جواب نمبر2:

معترض کو اس روایت میں مذکور ان الفاظ سے مغالطہ لگا ہے۔

لَوْ أَحْبَبْتُ قَتْلَهُ لَقَتَلْتُ»

ترجمہ: اگر میں انہیں قتل کرنا پسند کرتی تو قتل کر دیتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا یہ فرمانا چاہتی ہیں کہ اگر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرانا چاہتی تو کرواسکتی تھی مگر میں نے چاہا ہی نہیں اس لیے قتل بھی نہیں کرایا۔ بلکہ میں تو حضرت عثمان رضی اللہ کے خون کا قصاص کا مطالبہ کرنے والی تھی۔

چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ (ت1270ھ) لکھتے ہیں:

وَبَايَعَ النَّاسُ عَلِيًّا قَالَتْ: مَا أُبَالِي أَنْ تَقَعَ السَّمَاءُ عَلَى الْأَرْضِ قُتِلَ وَاللهِ مَظْلُومًا وَأَنَا طَالِبَةٌ بِدَمِهِ

روح المعانی ج22ص11 تحت الآیہ وقرن فی بیوتکن

ترجمہ: اور لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ آسمان زمین پر گر پڑے۔ اللہ کی قسم حضرت عثمان رضی اللہ ظلما قتل کئے گئے اور میں ان کے خون کا مطالبہ کرتی ہوں (قصاص کا مطالبہ کرتی ہوں)۔

اعتراض نمبر 13: قرآن مجید کے نسخوں کو جلانے کا حکم دینا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّأْمِ فِي فَتْحِ إِرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ (فِي) أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ

صحیح البخاری۔ الرقم 4987

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس وقت آرمینیہ اور آزربائیجان کی فتح کے سلسلے میں شام کے غازیوں کے لیے جنگی تیاریوں میں مصروف تھے تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے قرآن پڑھنے میں اختلاف کی وجہ سے بہت پریشان تھے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے امیر المومنین! کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ امت بھی یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے آپ اس کی خبر لے لیں۔ چنانچہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کسی کو سیدنا حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ صحیفے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچادیں۔ آپ نے سیدنا زید بن ثابت، سیدنا عبد اللہ بن زبیر، سیدنا بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کر لیں۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں کو فرمایا کہ جب تمہارا سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ قرآن کریم کے کسی کلمے میں اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کے محاورے کے مطابق لکھ لینا کیونکہ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا تھا چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا جب تمام صحیفوں کو مختلف مصاحف میں نقل کر لیا گیا تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفے سیدنا حفصہ رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیے اور اپنی مملکت کے ہر علاقے میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے علاوہ اگر کوئی چیز قرآن کریم کی طرف منسوب کی جاتی ہے خواہ کسی صحیفے میں ہو یا مصحف میں اسے چھیل دیا جائے۔

اعتراض:

اس حدیث کی بنیاد پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے نسخوں کو جلانے کا حکم دیا تھا۔

جواب نمبر 1:

لفظ "حرق" کا صرف ایک معنی "جلانا" ہی نہیں ہے بلکہ لفظ "حرق" کا ایک اور معنی بھی ہے وہ ہے "کھرچنا، چھیلنا"۔ یہاں "حرق" کا پہلا معنی (جلانا) مراد نہیں ہے بلکہ دوسرا معنی (کھرچنا، چھیلنا) مراد ہے۔ "حرق" کا معنی کھرچنا، چھیلنا بھی ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہڈیوں پر لکھے ہوئے کو کھرچ دو اور ٹہنیوں پر لکھے ہوئے کو چھیل دو۔

1: امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی رحمہ اللہ (المتوفی: 711ھ) لکھتے ہیں:

حَرَقَه يَحْرِقُه أي سَحِقَه حَتّٰى سُمِعَ لَه صَرِيْفٌ

لسان العرب، ج10 ص44

ترجمہ: حَرَقَه يَحْرِقُه کا معنی ہے پیسنا اس طور پر کہ اس کی آواز سنائی دے

یہاں دوسرا معنی "کھرچنا، چھیلنا" مراد ہے۔

2: علامہ سید مرتضی حسین بلگرامی زبیدی مصری رحمہ اللہ (المتوفی: 1205ھ) فرماتے ہیں:

حَرَقَه يَحْرِقُه حَرْقًا حَكَّ بَعْضَه بِبَعْضٍ

تاج العروس من جواہر القاموس جلد6 صفحہ 211

ترجمہ: حَرَقَه يَحْرِقُه حَرْقًا کا معنی ہے بعض کا بعض کے ساتھ کھرچنا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی رحمہ اللہ (ت 189ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُحَرِّقَ بِالنَّارِ ذَلِكَ أَيْضًا. لِأَنَّ مِنَ الْجَائِزِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَمِمَّا هُوَ كَلَامُ اللَّهِ، وَفِي إحْرَاقِهِ بِالنَّارِ مِنَ الِاسْتِخْفَافِ مَا لَا يَخْفَى. وَالَّذِي يُرْوَى أَنَّ عُثْمَانَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - فَعَلَ ذَلِكَ بِالْمَصَاحِفِ الْمُخْتَلِفَةِ حِينَ أَرَادَ جَمْعَ النَّاسِ عَلَى مُصْحَفٍ وَاحِدٍ لَا يَكَادُ يَصِحُّ. فَالَّذِي ظَهَرَ مِنْهُ مِنْ تَعْظِيمِ الْحُرْمَةِ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى تِلَاوَتِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا أَصْلَ لِذَلِكَ الْحَدِيثِ.

السیر الکبیر جلد2 صفحہ 277

ترجمہ: امیر لشکر کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس مصحف کو آگ میں ڈالے کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ اس میں ذکر الہی یا کلام الہی میں سے کچھ حصہ موجود ہو، اس سے اسے آگ میں جلانے سے اس مصحف کی بے حرمتی ہو گی جو کسی پر مخفی نہیں ہے۔ وہ جو حضرت عثمان رجی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ جب انہوں نے لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کرنا چاہا تھا تو مصاحف مختلفہ جلا دیئے تھے یہ روایت صحیح نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کتاب اللہ کی جو تعظیم و حرمت اور رات دن اس کی تلاوت اور اس پر مداومت منقول ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے قرآن جلانے کی روایت بالکل بے بنیاد ہے۔

فائدہ نمبر1: امام محمد رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ "قرآن جلانے کی روایت بالکل بے بنیاد ہے" کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور لفظ "حرق" کا معنی "جلانا" اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

فائدہ نمبر2: "حرق" سے مراد "جلانا" نہیں تھا اس پر بطور تائید کے امام محمد رحمہ اللہ کی عبارت پیش کی گئی ہے۔ وہ اس طور پر کہ مذکورہ روایت صحیح بخاری کی ہے اور سندا بالکل صحیح ہے تو ہم حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے اس فیصلے کی روشنی میں صحیح بخاری کی روایت میں حرق کے معنی کھرچنے اور رگڑنے کے ہی کریں گے نہ کہ جلانے کے۔

جواب نمبر2:

اکثر روایات میں "خرق" کا لفظ آتا ہے جس کا معنی ہے "پھاڑنا، ضائع کر دینا"

علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فِي رِوَايَةِ الْأَكْثَرِ أَنْ يُخَرَّقَ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمُعْجَمَةُ أَثْبَتُ

فتح الباری، باب جمع القرآن

ترجمہ: اکثر روایات میں یخرق کے الفاظ ہیں، خ کے ساتھ۔ یہ بات زیادہ راجح ہے۔

"خرق" کا معنی ہے "پھاڑنا، ضائع کر دینا"

1: علامہ سید مرتضی حسین بلگرامی زَبیدی مصری رحمہ اللہ (ت1205ھ) لکھتے ہیں:

خَرَقَه: یَخْرُقُه ویَخْرِقُه: جابَهُ ومَزَقَه

تاج العروس من جواہر القاموس تحت خ ر ق

ترجمہ: خَرَقَه: یَخْرُقُه کا معنی ہے پھاڑنا۔

2: علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (ت1416ھ) لکھتے ہیں:

خَرَقَ: پھاڑنا، سوراخ کرنا۔

القاموس الوحید، صفحہ 430

اشکال:

"خرق" کا معنی "پھاڑنا، ضائع کر دینا" بھی کر لیا جائے تب بھی سوال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ نے لکھا ہوا قرآن کیوں ضائع کیا تھا؟

جواب:

لکھا ہوا قرآن ایسا تھا جس کی وجہ سے امت کا فتنہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو سکتا تھا، اختلاف ہو سکتا تھا، اس سے بچنے کے لیے انہوں نے ایسا کیا، یہ ایسا عمل تھا جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی پسند کیا۔

1: حافظ ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ہبیۃ اللہ رحمہ اللہ المعروف ابن عساکر (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي عُثْمَانَ، يَقُولُونَ: حَرَقَ الْمَصَاحِفَ. وَاللهِ مَا حَرَقَهَا إِلَّا عَنْ مَلَأٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ وَلِيتُ مِثْلَ مَا وَلِيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي فَعَلَ.

تاریخ مدینہ دمشق فصل عثمان بن عفان

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مجمع میں اعلان فرمایا کہ اے لوگو! حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حق میں غلو نہ کرنا اور ان کے متعلق خیر کے علاوہ کوئی بات نہ کرتا۔ مصاحف کے معاملہ میں اور احراق مصاحف کے متعلق جو کچھ انہوں نے کیا وہ ہم لوگوں کی جماعت کے مشورہ کے بغیر ہر گز نہیں کیا۔ اگر میں اس وقت حاکم ہوتا تو میرا فیصلہ بھی وہی ہوتا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا۔

2: ابو عبد اللہ محمد بن یحی بن محمد بن یحی بن احمد بن محمد بن بکر الاندلسی رحمہ اللہ (ت 741ھ) لکھتے ہیں:

فعل ذَٰلِكَ عُثْمَانَ لَو كَانَ مُنكر الكَانَ عَلىّ غيره لما صَار الْأَمر إِلَيْهِ فَلَمَّا يُغَيِّرهُ علم أَن عُثْمَان كَانَ مصيبا فِيمَا فَعَلَ

التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ نے ایسا کیا، اگر یہ بات غلط ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ اسے بدل دیتے، جب آپ نے اس ترتیب سے تبدیلی نہیں کی تو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ کا اقدام درست تھا۔

3: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الْمَصَاحِفُ فَإِنَّمَا حَرَقَ مَا وَقَعَ فِيهِ اخْتِلَافٌ، وَأَبْقَى لَهُمُ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ،

البدایہ النھایہ لابن کثیر تحت ثم دخلت سنۃ خمس وثلاثین.

ترجمہ: (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں): کہ (حضرت عثمان رضی اللہ نے) ان مصاحف کے الفاظ جن میں اختلاف تھا کو کھرچ دیا تھا اور

جو اتفاقی تھے انہیں باقی رکھا۔

جواب نمبر 3:

اگر کوئی مسئلہ قرآن وسنت سے صراحت کے ساتھ ثابت نہ ہو اور خلیفہ راشد اسے اجتہاد سے حل کرے اور اس اجتہاد کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبول بھی کر لیں تو اس اجتہاد کی حیثیت اجماع کی بن جاتی ہے۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ کی شخصی رائے نہیں تھی بلکہ اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی جماعت بکثرت موجود تھی، ان سب کا اس فیصلہ کو تسلیم کر لینا اور مخالفت نہ کرنا خلیفہ راشد کے اجتہاد کے اجماع بن جانے کی دلیل ہے۔

1: علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

حِينَ حَرَّقَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَأَعْجَبَهُمْ ذَلِكَ أَوْ قَالَ لَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ مِنْهُمْ أَحَدٌ

فتح الباری، باب جمع القرآن

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مصاحف کو کھرچا تو سب کو یہ عمل اچھا لگا۔ یا (راوی کہتے ہیں) کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا (گویا کہ اس عمل پر امت کا اجماع ہو گیا)

2: امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ مَا فِي مُصْحَفِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ الَّذِي بِأَيْدِي الْمُسْلِمِينَ الْيَوْمَ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ حَيْثُ كَانُوا هُوَ الْقُرْآنُ الْمَحْفُوظُ الَّذِي لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَتَجَاوَزَهُ وَلَا تَحِلُّ الصَّلَاةُ لِمُسْلِمٍ

التمہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید، تحت حدیث نمبر 21 زید بن اسلم

ترجمہ: سب علماء کا اجماع ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مصحف جو آج ساری دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے وہ جہاں کہیں کے بھی ہوں وہی قرآن محفوظ ہے۔ اب کسی کے لیے یہ نہیں کہ اس سے تجاوز کریں اور مسلمان کی نماز اسی سے ہو سکتی ہے جو اس میں موجود ہے۔

اعتراض نمبر 14: حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ سے قصاص نہ لینے کا الزام

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) نقل کرتے ہیں:

وَأَمَّا أَوَّلُ حُكُومَةٍ حَكَمَ فِيهَا فَقَضِيَّةُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَذَلِكَ أَنَّهُ غَدَا عَلَى ابْنَةِ أَبِي لُؤْلُؤَةَ قَاتِلِ عُمَرَ فَقَتَلَهَا، وَضَرَبَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا يُقَالُ لَهُ: جُفَيْنَةُ. بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ، وَضَرَبَ الْهُرْمُزَانَ الَّذِي كَانَ صَاحِبَ تُسْتَرَ فَقَتَلَهُ

البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ص149، جلد 7 تحت سنہ 24 ہجری

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ کی حکومت میں پہلا جو قضیہ پیش ہوا وہ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قصاص لینے کا تھا، اس لیے حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ کے قاتل ابولولو مجوسی کی بیٹی کو قتل کیا۔ ان کے ساتھیوں جفینہ جو کہ عیسائی تھا اور ھرمزان کو قتل کر دیا تھا۔

اعتراض:

حضرت عثمان رضی اللہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ کی حکومت میں پہلا جو قضیہ پیش ہوا وہ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ سے قصاص لینے کا تھا، حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ کے قاتل ابولولو مجوسی کے ساتھ قتل میں ملوث دو آدمی جفینہ اور ھرمزان کو غصے میں آ کر قتل کر دیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قصاصا قتل کرنا چاہیے تھا لیکن آپ نے قصاص نہیں لیا۔

جواب:

حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے قصاص کے حوالہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مختلف آراء تھیں:

1: حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے تھی: کہ قصاص لیا جائے۔

2: بعض مہاجرین کی رائے تھی: کہ قصاص نہ لیا جائے اس لیے کہ کل باپ قتل ہوا اور آج بیٹا قتل ہو جائے فتنہ پیدا ہونا کا خدشہ۔

3: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے یہ تھی: کہ قاتل کی سزا صرف قتل ہی نہیں ہے بلکہ سزا کی دو صورتیں ہیں:

1: قصاصا قتل کیا جائے۔

2: ورثاء راضی ہو جائیں تو دیت دی جائے۔

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ان حالات کے پیش نظر میں ورثاء کو دیت دینے پر راضی کر لوں گا اور یوں سزا بھی پوری ہو جائے گی اور اس وقت پیدا ہونے والا فتنہ سے بھی امت محفوظ ہو جائے گی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی سیاسی حکمت و مصلحت کے پیش نظر ورثاء کو دیت دے کر بہترین راستہ اختیار کیا۔

1: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا وَلِيَ عُثْمَانُ، وَجَلَسَ لِلنَّاسِ، كَانَ أَوَّلَ مَا تُحُوكِمَ إِلَيْهِ فِي شَأْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا مِنَ الْعَدْلِ تَرْكُهُ. وَأَمَرَ بِقَتْلِهِ. وَقَالَ بَعْضُ الْمُهَاجِرِينَ: أَيُقْتَلُ أَبُوهُ بِالْأَمْسِ وَيُقْتَلُ هُوَ الْيَوْمَ! فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَدْ بَرَّأَكَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ، قَضِيَّةٌ لَمْ تَكُنْ فِي أَيَّامِكَ فَدَعْهَا عَنْكَ. فَوَدَى عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أُولَئِكَ الْقَتْلَى مِنْ مَالِهِ؛ لِأَنَّ أَمْرَهُمْ إِلَيْهِ، إِذْ لَا وَارِثَ لَهُمْ إِلَّا بَيْتُ الْمَالِ، وَالْإِمَامُ يَرَى الْأَصْلَحَ فِي ذَلِكَ، وَخَلَّى سَبِيلَ عُبَيْدِ اللَّهِ.

البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ص149، جلد 7 تحت سنہ 24 ہجری

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ لوگوں کے معاملات کے حل کے لیے بیٹھے تو آپ کی حکومت میں پہلا جو قضیہ پیش ہوا وہ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ سے قصاص لینے کا تھا، حضرت علی رضی اللہ نے کہا: عدل ضروری ہے۔ بعض مہاجرین نے کہا: کہ کل

باپ قتل ہوا اور آج بیٹا قتل ہو جائے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین اللہ نے آپ کو اس سے بری کر دیا ہے۔ اس جیسا قضیہ آپ سے پہلے خلفاء کے دور میں نہیں تھا لہذا اسے رہنے دیجیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ نے اپنے مال سے ان مقتولین کی دیت ادا کی اس لیے یہ معاملہ انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا تھا اور امام نے اسی فیصلہ میں زیادہ مصلحت سمجھی اور حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ سے قصاص چھوڑ دیا۔

2: مورخ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری رحمہ اللہ (ت:966ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا رَاٰی عُثْمَانُ ذٰالِكَ اِغْتَنَمَ تَسْكِيْنَ الْفِتْنَه وَقَالَ اَمْرُه اِلَيَّ سَاَرْضٰی اَهْلَ الْهُرْمُزَانِ مِنْهُ"

تاریخ الخمیس ص274، ج2، تحت جوابات مطاعن عثمانی نمبر 16

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے حالات کی کشیدگی اور اضطراب دیکھا فتنہ کی تسکین کو غنیمت سمجھا اور فرمایا: یہ معاملہ میرے ذمہ ہے اور میں اھل ھرمزان کو خود دیت دے کر راضی کر لوں گا۔

3: امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت 1176ھ) لکھتے ہیں:

میگوئیم راضی کرد اولیاء مقتول را بمال و دریں صورت قصاص ساقط شد و فتنہ مضمحل گشت و ایں یکے از فضائل ذی النورین است

قرۃ العینین از شاہ ولی اللہ دہلوی ص274 تحت جوابات مطاعن عثمانی

ترجمہ: میں کہتا ہوں: کہ اولیا کو دیت دے کر راضی کر دیا تو قصاص ساقط ہو گیا اور اس سے فتنہ ختم ہو گیا، یہ بات تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ہے۔

4: حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) لکھتے ہیں:

عثمان رضی اللہ عنہ خود ورثہ ہرمزان را باموال خطیرہ راضی ساخت کہ اصلا باز شکایت نکردند

تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبد العزیز ص324، تحت جوابات مطاعن عثمانی، طعن ششم

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود ھرمزان کے ورثاء کو بہت سے مال کی دیت دے کر راضی کر دیا کہ وہ شکایت نہ کر سکیں۔

فائدہ: شرعی ضابطہ بھی یہی ہے کہ اگر مقتول کے وارثاء دیت پر راضی ہو جائیں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔

اعتراض نمبر 15: نبی کی بیٹیوں کو قتل کرنے کا الزام

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (المتوفی:694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِسْمَاعِيلِ بنِ عُلَيَّةَ قَالَ: أَتَيْتُ يُونُسَ بنَ خَبَّابٍ لِأَسْمَعَ مِنْهُ فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْبَصرَةِ. فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ الَّذِينَ يُحِبُّونَ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ وَقَدْ قَتَلَ اِبْنَتَيْ رَسُولِ اللهِ- صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ،الفصل السادس فی خصائصہ

ترجمہ: اسماعیل بن علیہ سے مروی ہے کہ کہتے ہیں کہ میں یونس بن خباب کے پاس آیا تاکہ اس سے کچھ سن سکوں۔ تو انہوں نے پوچھا: کہاں سے ہو؟ میں نے کہا: بصرہ سے۔ تو کہنے لگے: تم اس شہر سے ہو جس شہر کے لوگ اس حضرت عثمان غنی رضی اللہ سے محبت کرتے ہیں جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کو قتل کر دیا تھا۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو قتل کر دیا تھا۔

جواب نمبر 1:

روایت بالا میں یہ اعتراض کرنے والا **یونس بن خباب الاسیدی** شیعہ تھا۔

علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

يُونُسُ بنُ خَبَّابٍ الْأَسَيْدِي كَانَ رَافِضِيًّا.

قَالَ لِعَبَّادِ بنِ عَبَّاد: عُثْمَانُ قَتَلَ بِنْتَي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فَقُلْتُ لُه: قَتَلَ وَاحِدَةً فَلِمَ أَنْكَحُهُ الْأُخْرَى؟

قَالَ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: كَانَ كَذَّابًا.

قَالَ ابنُ مُعِينٍ: رُجُلٌ سُوءٌ ضَعِيْفٌ.

قَالَ الدارقطنی: رُجُلٌ سُوءٌ فِيهِ شِيْعِيَّةٌ مُفْرِطَةٌ.

قَالَ الْبُخَارِيُّ: مُنْكَرُ الْحَدِيْث.

میزان الاعتدال فی نقد الرجال تذکرہ یونس بن خباب۔ رقم الترجمہ 9903

ترجمہ: یونس بن خباب الاسیدی شیعہ تھا۔

یونس بن خباب الاسیدی نے عباد بن عباد کو کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی کو قتل کر دیا تھا تو میں نے کہا: کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیٹی عقد میں کیوں دی تھی؟

یحی بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ وہ جھوٹا تھا۔

ابن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ برا آدمی تھا اور حدیث میں ضعیف تھا۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ برا آدمی تھا اور شیعہ تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ وہ منکر الحدیث تھا۔

جواب نمبر2:

یہ کس قدر بد دیانتی ہے کہ اعتراض نقل کر دیا ہے اور مصنف اس روایت کے اخیر میں اس اعتراض کا جواب دے رہے ہیں اسے نقل نہیں کیا گیا۔

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (المتوفی:694ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ: قَتَلَ وَاحِدَةً فَلِمَ زَوَّجَهُ الثَّانِيَةَ؟

الرياض النضرة في مناقب العشرة،الفصل السادس في خصائصه

ترجمہ: (اسماعیل بن علیہ کہتے ہیں) کہ میں نے کہا: اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی کو قتل کر دیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیٹی عقد میں کیوں دی تھی۔

جواب نمبر3:

اسی کتاب میں یہ حدیث بھی موجود ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی دونوں بیٹیوں کی وفات کے بعد فرمایا: اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتی تو یکے بعد دیگرے ان کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیتا۔ جو دلیل ہے اس بات کی کہ یہ رافضی الزام کو نقل کرتے ہیں۔

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (المتوفی:694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَوْ كَانَ لِي أَرْبَعُونَ بِنْتًا لَزَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ، حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ.

الرياض النضرة في مناقب العشرة،الفصل السادس في خصائصه

ترجمہ: حضرت علی رضی للہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتی تو یکے بعد دیگرے ان کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیتا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی۔

اعتراض نمبر 16: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مارنا

مورخ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بکری رحمہ اللہ (ت:966ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَرَ غِلْمَانَه فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى وَقَعَ لِجَنْبِه وَأُغْمِيَ عَلَيْهِ وَزَعَمُوا اَنَّهُ قَامَ بِنَفْسِه فَوَطِئَ بَطْنَه حَتّٰى أَصَابَه الْفَتْقُ وَأُغْمِيَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ صَلَوَاتٍ فَقَضَاهَا بَعْدَ الْاَفَاقَةِ

تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس ذکر مانقم عثمان مفصلا

ترجمہ: (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے) اپنے خدام کو حکم دیا کہ اسے (حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) کو ماریں، چنانچہ انہوں نے اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے، خدام نے گمان کیا کہ وہ خود بخود کھڑے ہو جائیں گے تو انہوں نے پاوں سے روندا یہاں تک کہ ان کا پیٹ زخمی ہو گیا اور چار نمازوں کے وقت کی بقدر وہ بے ہوش رہے، فاقہ آنے کے بعد انہوں نے نمازوں کی قضا کی۔

اعتراض:

اس روایت کے پیش نظر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ مارا۔

جواب نمبر 1:

یہ مبالغہ آمیز باتیں ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صحیح واقعہ وہ ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے جسے ذکر کیا جاتا ہے۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اَلعَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَهْمٌ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فِهْرٍ، قَالَ: أَنَا شَاهِدُ هَذَا الْأَمْرِ، قَالَ: جَاءَ سَعْدٌ وَعَمَّارٌ فَأَرْسَلُوا إِلَى عُثْمَانَ أَنِ ائْتِنَا، فَإِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَذْكُرَ لَكَ أَشْيَاءَ أَحْدَثْتَهَا، أَوْ أَشْيَاءَ فَعَلْتَهَا، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَنِ انْصَرِفُوا الْيَوْمَ، فَإِنِّي مُشْتَغِلٌ وَمِيعَادُكُمْ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا حَتَّى أَشْزَنَ، قَالَ أَبُو مِحْصَنٍ: أَشْزَنَ: أَسْتَعِدُّ لِخُصُومَتِكُمْ. قَالَ: فَانْصَرَفَ سَعْدٌ، وَأَبِي عَمَّارٍ أَنْ يَنْصَرِفَ، قَالَهَا أَبُو مِحْصَنٍ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: فَتَنَاوَلَهُ رَسُولُ عُثْمَانَ فَضَرَبَهُ، قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعُوا لِلْمِيعَادِ وَمَنْ مَعَهُمْ، قَالَ لَهُمْ عُثْمَانُ مَا تَنْقِمُونَ مِنِّي، قَالُوا: نَنْقِمُ عَلَيْكَ ضَرْبَكَ عَمَّارًا، قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ: جَاءَ سَعْدٌ وَعَمَّارٌ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِمَا، فَانْصَرَفَ سَعْدٌ، وَأَبِي عَمَّارٌ أَنْ يَنْصَرِفَ، فَتَنَاوَلَهُ رَسُولٌ مِنْ غَيْرِ أَمْرِي فَوَاللهِ مَا أَمَرْتُ وَلَا رَضِيتُ، فَهَذِهِ يَدِي لِعَمَّارٍ فَلْيَصْطَبِرْ، قَالَ أَبُو مِحْصَنٍ: يَعْنِي يَقْتَصُّ.

مصنف ابن ابی شیبہ۔ الرقم 37691

ترجمہ: حصین بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو فہر کے ایک جہم نامی شخص نے مجھے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ میری آنکھوں دیکھا ہے کہ حضرت سعد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس تشریف لائیں کہ ہم آپ سے چند اشیاء کا مذاکرہ کرنا چاہتے ہیں جو آپ نے نئی ایجاد کی ہیں۔ راوی کا بیان ہے: کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اپنے قاصد کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ آج آپ واپس لوٹ جائیں میں مصروف ہوں آپ فلاں دن آجائیں، میں آپ کے ساتھ بات کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ راوی کا بیان ہے: کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ ابو محصن نے انہیں دو بار کہا وہ نہ مانے۔ تو ابو محصن نے انہیں پکڑ کر مارا۔ چنانچہ (ایک دن معترضین وبلوائی) جب اکٹھے ہو کر آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: کہ تم مجھ سے کس چیز کا انتقام لیتے ہو؟ وہ کہنے لگے: کہ آپ نے عمار رضی اللہ عنہ کو مارا ہے اس کا انتقام لیتے ہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت سعد اور عمار رضی اللہ عنہما آئے تھے، میں نے واپس لوٹ جانے کو کہا تھا چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس ہو گئے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جانے سے انکار کر دیا تو قاصد نے ان کو مارا تھا۔ اللہ کی قسم نہ میں نے مارنے کا حکم

دیا تھا اور نہ ہی میں اس پر راضی ہوں لہذا یہ ہے میرا ہاتھ عمار رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ چاہیں تو مجھ سے قصاص لے لیں۔

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مارا تھا اور نہ ہی مارنے کا حکم دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھے۔

جواب نمبر2:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے نہ ہی مارا تھا اور نہ ہی مارنے کا حکم دیا تھا۔ مصنف اسی عبارت کے بعد اس کی تردید بھی کر رہے ہیں۔

چنانچہ آگے لکھتے ہیں:

جَوَابُه أَمَّا ضَرْبُ عَمَّارٍ فَسِيَاقُ هٰذِهِ الْقِصَّةِ لَا يَصِحُّ عَلٰى هٰذَا النَّحْوِ الَّذِى رَوَوْهُ بَلِ الصَّحِيْحُ مِنْهَا اَنَّ غِلْمَانَه ضَرَبُو عَمَّارًا وَقَدْ حَلَفَ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَلٰى أَمْرِه لِاَنَّهُمْ عَاتَبُوْهُ فِى ذٰلِكَ فَاعْتَذَرَ اِلَيْهِمْ بان قَالَ جَاءَ هو سَعْدٌ الى المسجد وأرسلا الىّ أَنِ ائْتِنَا . فَإِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَذْكُرَ لَكَ أَشْيَاءَ فَعَلْتَهَا فأرسلت اليهما انى عنكما اليوم مشغول فانصرفا وَمَوْعِدُكُمْ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا فَانْصَرَفَ سَعْدٌ ، وَأَبىٰ هو أَنْ يَنْصَرِفَ فأعدت اليه الرسول فأبى ثم أعدت اليه فأبى فَتَنَاوَلَهُ رَسُولِى مِنْ غَيْرِ أَمْرِى فَوَاللهِ مَا أَمَرْت وَلاَ رَضِيت ، فَهٰذِهِ يَدِى لِعَمَّارٍ فَلْيَقْتَصّ مِنِّى اِنْ شَاءَ

تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس ذکر ما نقم عثمان مفصلا

ترجمہ: اس کا جواب یہ ہے جو واقعہ انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مارنے کا ذکر کیا ہے اس کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ درست نہیں ہے۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ان کے خدام نے تکلیف پہنچائی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم دے کر اس بات کی صفائی پیش کی اور ان سے معذرت کر لی اور واضح طور پر فرمایا کہ عمار اور سعد رضی اللہ عنہما مسجد میں تشریف لائے اور انہوں میری طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ ہم نے آپ سے چند نئے امور کے متعلق مذاکرات کرنے ہیں اور میں نے جوابا کہلا بھیجا کہ میں آج مصروفیت کی وجہ سے بات نہیں کر سکتا لہذا فلاں دن تشریف لے آنا تو سعد رضی اللہ عنہ نے بات مان لی اور واپس ہو گئے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے واپس جانے سے انکار کر دیا میں نے بار بار ان کی طرف قاصد بھیجا پھر بھی یہ انکار کرتے رہے پھر قاصد نے میرے کہے بغیر ان کے ساتھ بدتمیزی کی اس میں میرا کیا قصور ہے؟ واللہ نہ میں نے بدتمیزی کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر خوش ہوں۔ یہ ہے میرا ہاتھ عمار رضی اللہ عنہ کے سامنے بے شک چاہیں تو قصاص لے لیں۔

جواب نمبر3:

یہ واقعہ غلط ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ صفین سن 37 ہجری میں شہید ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ کی شہادت سن 35 ہجری میں ہے، اگر اس واقعہ کو عہد عثمانی کے آخر زمانے کا بھی مانا جائے تو حضرت عمار رضی اللہ اس واقعہ کے دو سال بعد زندہ رہے حالانکہ انتریوں کے نکل جانے کے دو سال بعد اس طرح زندہ رہنا ناممکن ہے۔

شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد ابن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی رحمہ اللہ (ت 638ھ) المعروف شیخ اکبر فرماتے ہیں:

أَنَّه مِمَّا نَقَمَ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ ضَرَبَه عَمَّاراً رَضِىَ اللهُ عَنْهُ حَتّٰى فَتَقَ أَمْعَاءَه ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ ذٰلِكَ زُوْرٌ وَإِفْكٌ" وَلَوْ فَتَقَ أَمْعَاءَه مَا عَاشَ أَبَداً

فتنہ مقتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ لمحمد بن عبد اللہ غبان الصبحی

ترجمہ: یہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہ کو اس قدر مارا کہ ان کی انتریاں باہر آ گئیں (ابن عربی فرماتے ہیں) کہ یہ بات جھوٹ ہے اور ان پر بہتان ہے۔ اگر انتریاں باہر آ جاتی تو وہ کبھی بھی زندہ نہ رہتے (حالانکہ اس واقعہ کے بعد وہ کافی عرصہ زندہ رہے ہیں)

اعتراض نمبر 17: حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں نبوت کے طرز عمل کی مخالفت

علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

قِيْلَ: نَفَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الطَّائِفِ، لِكَوْنِهِ حَكَاهُ فِي مِشْيَتِهِ، وَفِي بَعْضِ حَرَكَاتِهِ، فَسَبَّهُ، وَطَرَدَهُ، فَنَزَلَ بِوَادِي وَجٍّ. وَنَقَمَ جَمَاعَةٌ عَلَى أَمِيْرِ المُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ كَوْنَهُ عَطَفَ عَلَى عَمِّهِ الحَكَمِ، وَآوَاهُ، وَأَقْدَمَهُ المَدِيْنَةَ

سیر اعلام النبلاء تحت ترجمہ الحَكَم بن أَبِي العَاصِ بنِ أُمَيَّةَ الأُمَوِيّ أَبُو مَرْوَانَ

ترجمہ: کہا جاتا ہے: کہ حضرت حکم بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اس لیے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چلنے میں یا بعض حرکات میں نقل اتاری تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو برا بھلا کہا اور ان کو جلاوطن کر دیا، چنانچہ وہ وادی "وج" میں چلے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات پر الزام لگایا کہ انہوں نے اپنے چچا حکم بن عاص پر نرمی کی اور ان کو ٹھکانہ دیا اور ان کو مدینہ میں واپس بلالیا۔

فائدہ: طائف میں ایک "وج" نامی وادی ہے۔

اعتراض:

مذکورہ بالا روایت کی بنیاد پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے نکال دیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں انہیں دوبارہ مدینہ بلا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی۔

جواب نمبر 1:

حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ تعالی عنہ سے متعلق جلاوطنی والی روایات سند صحیح سے ثابت نہیں ہیں چنانچہ

علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

وَقِصَّةُ نَفْيِ الْحَكَمِ لَيْسَتْ فِي الصِّحَاحِ، وَلَا لَهَا إِسْنَادٌ يُعْرَفُ بِهِ أَمْرُهَا.

منہاج السنہ لابن تیمیہ ص 196 جلد 3، بحث طرد الحکم بن ابی العاص۔

ترجمہ: حکم بن العاص رضی اللہ عنہ کی جلاوطنی والا قصہ صحیح احادیث میں سے نہیں ہے اور نہ ہی صحیح اسناد سے ثابت ہے۔

فائدہ: علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) نے یہ واقعہ لفظ "قِيْلَ" سے نقل کر کے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

دلیل:

حکم بن العاص رضی اللہ عنہ کی جلاوطنی والا قصہ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، عہد نبوی صدیقی اور فاروقی میں مکہ ہی میں رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تو پھر جلاوطنی کیسے بنتی ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ أَسْلَمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتَّى كَانَتْ خِلَافَةُ عُثْمَانَ بِنِ عَفَّانَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَذِنَ لَه فَدَخَلَ

الْمَدِيْنَةَ فَمَاتَ بِهَا فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

طبقات ابن سعد، ج5، ص 331 تحت الحکم بن ابی العاص

ترجمہ: حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا مکہ ہی میں رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں ان کی اجازت کے ساتھ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔

فائدہ: مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اول تو حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ منورہ تشریف ہی نہیں لائے بلکہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں ان کی اجازت کے ساتھ مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے لہذا ان کی جلاوطنی سے متعلق واقعہ پیش ہی نہیں آیا۔

جواب نمبر2:

بالفرض ان روایات کی صحت کو تسلیم کر بھی لیا جائے جن میں حضرت حکم بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کی جلاوطنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی تھی تو یہ سزا معین مدت تک کے لیے ہوگی نہ کہ ہمیشہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں بلالیا تب بھی قابل اشکال نہیں ہے چنانچہ

ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاہری رحمہ اللہ (ت:456ھ) لکھتے ہیں:

وَنفي رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم للْحَكَمِ لَمْ يَكُنْ حَدًّا وَاجِبًا وَلَا شَرِيعَة على التأبيد وَإِنَّمَا كَانَ عُقُوبَة على ذَنْب اسْتحق بِهِ النَّفْي وَالتَّوْبَة مبسوطة فَإِذا تَابَ سَقَطت عَنهُ تِلْكَ الْعقُوبَة بِلَا خلاف من أحد من أهل الْإِسْلَام وَصَارَت الأَرْض كلهَا مُبَاحَة

کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، بحث الکلام فی حرب علی من حاربہ من صحابۃ رضی اللہ عنہم

ترجمہ: حضرت حکم بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کیا تھا تو یہ کوئی بطور حد کے نہیں تھا اور ہی شریعت نے سزا معین مدت تک کے لیے مقرر کی ہے اور اس کے لئے شریعت میں اس قسم کے گناہ پر جلاوطنی کی سزا ساقط ہو جاتی ہے اور جب آدمی توبہ کر لیتا ہے تو یہ سزا ساقط ہو جاتی ہے، اس میں اہل اسلام میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور ساری کی ساری زمین مباح ہے جہاں کوئی رہنا چاہے رہ سکتا ہے۔

اعتراض نمبر 18: بنو امیہ کو اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو عہدے دیے تھے

شیعہ عالم علامہ جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہر المعروف حلّی (ت 726ھ) لکھتے ہیں:

قَسَمَ الْوِلَایَاتِ بَیْنَ اَقَارِبِهٖ

منہاج الکرامۃ ص 66

ترجمہ: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) عہدے و مناصب اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیے۔

جواب نمبر 1:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اقرباء پروری کا الزام لگانے والے کس حد تک بد دیانتی کرتے ہیں۔ اگر عہد عثمانی کے تمام عہدے داروں کے ناموں کو ان کے قبائل کو دیکھ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بنو امیہ اور اپنے رشتہ داروں کو کتنے عہدے دیے تھے اور بقیہ قبائل میں کتنے عہدے داران تھے۔

ذیل میں اس کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام	قبیلہ	جائے تقرری
1	خالد بن عاص	بنو مخزوم	والی مکہ
2	عبد اللہ بن عامر الحضرمی	بنو کندہ	والی مکہ
3	علی بن ربیعہ	بنو عبد الشمس	والی مکہ
4	عمرو بن العاص	بنو سہم	والی مکہ
5	عقبہ بن عامر	جہنی	والی مکہ
6	زید بن ثابت	بنو خزرج	قاضی مدینہ
7	قاسم بن عبد اللہ بن ربیعہ	بنو ثقیف	طائف
8	یعلی بن امیہ	بنو تمیم	صنعاء یمن
9	عبد اللہ بن عامر	بنو عبد الشمس	والی بصرہ
10	عبد اللہ بن مسعود	بنو ہزیل	خازن کوفہ
11	عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح	بنو عامر	والی مصر
12	عبد اللہ بن ارقم	بنو زھرہ	ناظم بیت المال
13	عبد اللہ بن ابی ربیعہ	بنو مخزوم	والی جند
14	عبد اللہ بن سوار العبدی	بنو عبد	والی بحرین
15	سعد بن ابی وقاص	بنو زھرہ	والی کوفہ
16	اشعث بن قیس	بنو عدی	والی آزربائیجان
17	سعید بن قیس	بنو عدی	والی رے
18	عثمان بن ابی العاص	بنو ثقیف	والی بحرین

19	عمرو بن ابی سفیان	سلمی	والی اردن
20	ابوالدرداء	انصاری	قاضی دمشق
21	ابوموسی اشعری	اشعر	والی کوفہ
22	جریر بن عبداللہ بجلی	بجیلہ	والی قرقیسیا
23	حذیفہ بن یمان	بنومازن	آزربائیجان
24	حبیب بن مسلمہ	بنوفہر	سالار قنسرین
25	حکیم بن سلامہ	حزامی	والی ماسبذان
26	خنیس بن خبیش	اوس	--
27	جابر بن عمر	مزنی	محصل خراج عراق
28	خارجہ بن حذافہ	بنوعدی	محاسب مصر
29	شریح بن حارث	کندی	قاضی کوفہ
30	سبرۃ بن عمرو	عنبری	والی یمامہ
31	سلمان بن ربیعہ	باھلی	آرمینیا
32	سماک بن مخرمہ	بنواسد	--
33	سائب بن اقرع	بنوثقیف	والی اصفہان
34	عبداللہ بن قیس	بنوفزارہ	--
35	عبدالرحمن بن خالد	بنومخزوم	والی حمص
36	عتیبہ بن النہاس	العجلی	والی حلوان
37	عثمان بن ابی العاص	بنوثقیف	والی بحرین
38	علقمہ بن حکیم	بنوکنانہ	والی فلسطین
39	قعقاع بن عمرو	بنوتمیم	سالار کوفہ
40	عمرو بن العاص	بنوسہم	والی مصر
41	کعب بن سور	ازدی	قاضی بصرہ
42	مالک بن حبیب	یربوعی	والی ماہ
42	نسیر العجلی	عجلی	والی ہمدان
43	معاویہ بن ابی سفیان	بنوامیہ	والی شام
44	مروان بن حکم	بنوامیہ	والی بحرین
45	ولید بن عقبہ	بنوامیہ	والی کوفہ
46	سعید بن العاص	بنوامیہ	والی کوفہ

مذکورہ بالا تفصیلی فہرست ان 46 افراد کی ہے جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں اہم عہدوں پر فائز تھے ان میں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے اعزہ و اقارب میں سے صرف چھ ہیں جس کی تفصیل یہ ہے:

بنو امیہ سے تعلق رکھنے والے رشتہ دار چار ہیں:

1: حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ (ماں شریک بھائی)

2: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ (چچازاد)

3: حضرت سعید بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ (چچازاد)

4: مروان بن حکم (چچازاد)

بنو امیہ سے باہر کے صرف دو رشتہ دار ہیں:

1: حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ (ماموں زاد)

2: حضرت عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ تعالی عنہ (رضاعی بھائی)

46 افراد میں سے چھ افراد اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں اور وہ بھی ایسے حضرات ہیں جو ان عہدوں کے حقیقتاً مستحق تھے اور اس کے علاوہ 40 عہدیداران دیگر قبائل سے ہیں تو کیا بھلا کوئی عقلمند اس کو اقرباء پروری میں شمار کر سکتا ہے؟

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اپنی اولاد 9 بیٹے اور 7 بیٹیاں تھیں۔ ان 9 بیٹوں میں سے کسی ایک کو بھی عہدہ نہ دینا اس بات کی دلیل ہے وہ مناصب کی تقسیم میں بہت محتاط تھے۔

9 بیٹوں کے نام یہ ہیں:

عبد اللہ، عبد اللہ الاصغر، عمرو، خالد، ابان، عمر، ولید، سعید، عبد الملک

امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن الجوزی رحمہ اللہ (ت: 597ھ) نقل کرتے ہیں:

كَانَ لَهُ من الْوَلَد عبد الله من رقية وَعبد الله الْأَصْغَر أمه فَاخِتَة بنت غَزوَان وَعَمْرو وخَالِد وَأَبَان وَعمر وَمَرْيَم أمّهم أم عَمْرو بنت جُنْدُب من الأزد والوليد وَسَعِيد وَأم سعيد أمّهم فَاطِمَة بنت الْوَلِيد وَعبد الْملك أمه أم الْبَنِينَ بنت عُيَيْنَة بن حصن وَعَائِشَة وَأم أبان وَأم عَمْرو أمهن رَملَة بنت شيبَة بن ربيعَة وَمَرْيَم أمهَا نائلة بنت الفرافصة وَأم الْبَنِينَ بنت عُثْمَان أمهَا أم ولد.

تلقیح فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر، تحت ذکر اولادہ

جواب نمبر 2:

اعتراض تب بنتا ہے کہ جب منصب و عہدہ ایسے آدمی کو دیا جائے جو اس کا مستحق نہ ہو، آپ نے عہدے مستحق رشتہ داروں کو دیے تھے۔

جواب نمبر 3:

اگر صلاحیت کے ساتھ قرابت بھی موجود ہو تو بنسبت غیر کے وہ زیادہ حقدار ہے اس لیے کہ آدمی قریبی رشتہ داروں کے عادات و اخلاق سے واقف ہوتا ہے اور طبائع میں باہم الفت و مناسبت ہوتی ہے اس لیے اسے عہدہ دیا جاسکتا ہے،

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (ت 1396ھ) لکھتے ہیں:

اس دعا میں موسیٰ علیہ نے جو وزیر طلب فرمایا، اس کے ساتھ ایک قید "مِنۡ اَهۡلِیۡ" کی بھی لگادی کہ یہ وزیر میرے خاندان و اقارب میں

سے ہو، کیوں کہ اپنے خاندان کے آدمی کے عادات واخلاق دیکھے بھالے اور طبائع میں باہم الفت ومناسبت ہوتی ہے جس سے اس کام میں مدد ملتی ہے بشرطیکہ اس کو کام کی صلاحیت میں دوسروں سے فائق دیکھ کر لیا گیا ہو محض اقرباء پروری کا داعیہ نہ ہو۔ اس زمانے میں چونکہ عام طور پر دیانت واخلاص مفقود اور اصل کام کی فکر غائب نظر آتی ہے، اس لیے کسی امیر کے ساتھ اس کے خویش وعزیز کو وزیر یا نائب بنانے کو مذموم سمجھا جاتا ہے اور جہاں دیانت داری پر پورا بھروسہ ہو تو کسی صالح واصلح خویش کو کوئی عہدہ سپرد کر دینا کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ مہمات امور کی تکمیل کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ رسول اللہ کے بعد خلفائے راشدین عموماً وہی حضرات ہوئے جو بیت نبوی کے ساتھ رشتہ داریوں کے تعلقات بھی رکھتے۔

معارف القرآن جلد 6 صفحہ 78 تفسیر سورہ طہ آیت نمبر 29

اعتراض نمبر 19: اکابر صحابہ کرام کو معزول کر کے نوجوانوں کو عہدے دینا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام کو معزول کر کے نوجوانوں کو عہدے دینے شروع کر دیے تھے۔

جواب نمبر1:

عہدہ دینے کی بنیاد صلاحیت اور معزول کرنے کی وجہ شکایت یا انتظامی معاملات ہوا کرتے ہیں جس میں عمر کو کوئی دخل نہیں ہے اور یہ بات عہد فاروقی سے ثابت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (جب کہ ان کی عمر تقریبا 45 سال تھی) کو معزول کیا تھا اور ان کی جگہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ (جب کہ ان کی عمر مختلف اقوال میں آخری قول کے مطابق تقریبا 35 سال تھی) کو متعین کیا تھا۔

1: امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) لکھتے ہیں:

وَاسْتَعْمَلَه (اَبَامُوسٰی) عُمَرُ رضی اللہ عنہ عَلٰی اَمَرَةِ الْبَصرَةِ بَعْدَ اَنْ عَزَلَ الْمُغِيرَة

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب تحت ترجمہ عبداللہ بن قیس

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کے بعد حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو عامل بنایا تھا۔

2: امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد المعافری ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (ت 543ھ) لکھتے ہیں:

اَلْوِلَايَاتُ وَالْعَزْلَاتُ لَهَا مَعَانٍ وَحَقَائِقُ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ

العواصم من القواصم ص 243

ترجمہ: حکام کے متعین کرنے اور معزول کرنے میں کئی مقاصد و حقائق ہوتے ہیں جن کو بہت لوگ نہیں سمجھ سکتے (مطلب یہ ہے کہ ان تقاضوں کو خلیفہ وقت ہی صحیح معنوں میں سمجھ سکتا ہے)

جواب نمبر2:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت 23 ہجری سے 35 ہجری کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ جو صحابی، عہد نبوی میں چالیس برس کا ہو گا، وہ اس زمانے میں لازمی طور پر 60-65 سال کا ہو چکا ہو گا۔ اس وقت ضرورت اس چیز کی تھی کہ نوجوان نسل کو آگے لایا جائے تاکہ تیزی سے پھیلتی ہوئی سرحدوں کا موثر اور مضبوط انتظام کیا جائے۔ یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا تجربہ اس نسل تک منتقل کیا اور پھر اس نسل نے ذمہ داریاں سنبھال لیں اور بزرگ صحابہ کرام ان کی نگرانی کرتے رہے، یہ تو حضرت عثمان رضی اللہ کے حسن تدبر کی دلیل ہے نہ کہ اعتراض کی بات ہے۔

جواب نمبر3:

اگر کسی شہر کے لوگ گورنر کو معقول وجوہ کی بنیاد پر پسند نہ کریں تو اس وجہ سے معزولی ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گورنر کو متعین کرنے میں عوام کی رائے کو پیش نظر رکھا کرتے تھے، آپ کے تمام مقرر کردہ گورنر لوگوں کی رائے کے مطابق ہی مقرر کیے جاتے تھے اور اگر کسی شہر کے لوگ اپنے گورنر کو پسند نہ کرتے تو آپ اسے تبدیل کر دیتے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حدثني محمد بن أبي بكر المقدمي ثنا حصين بن نمير ثنا جبير حدثني جهيم الفهري قال أنا شاهد الأمر كله قال عثمان ليقم أهل كل مصر كرهوا صاحبهم حتى أعزله عنهم وأستعمل الذين يحبون فقال أهل البصرة رضينا بعبد الله بن عامر فأقره وقال أهل الكوفة اعزل عنا سعيد بن العاص واستعمل أبا موسى ففعل وقال أهل الشام قد رضينا بمعاوية فأقره وقال أهل مصر اعزل عنا ابن أبي سرح واستعمل علينا عمرو بن العاص ففعل

التاریخ الصغیر، الرقم 334

ترجمہ: جہیم الفہری کہتے ہیں کہ میں اس معاملے کا چشم دید گواہ ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: "ہر اس شہر کے لوگ کھڑے ہو جائیں جو اپنے گورنر کو ناپسند کرتے ہیں۔ میں اسے معزول کر دوں گا اور اس شخص کو گورنر مقرر کروں گا جسے وہ پسند کریں گے۔ اہل بصرہ نے کہا: ہم عبداللہ بن عامر سے خوش ہیں۔ انہوں نے انہیں مقرر کیے رکھا۔ اہل کوفہ نے کہا: کہ سعید بن عاص کو ہٹا کر ابو موسی (اشعری) کو مقرر کر دیجیے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اہل شام نے کہا: ہم معاویہ بن ابی سفیان سے خوش ہیں۔ انہوں نے انہیں بر قرار رکھا۔ اہل مصر نے کہا: ابن ابی سرح کو ہٹا کر عمرو بن عاص کو مقرر کیجیے۔ حضرت عثمان نے ایسا ہی کیا۔

اعتراض نمبر20: بیعت رضوان نبی اکرم ﷺ کے سماع صلوۃ وسلام کی نفی کی دلیل ہے

صلح حدیبیہ کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب مشرکین کے پاس مذاکرات کے لیے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے ان کے نام پر بیعت لے لی، حالانکہ وہ زندہ تھے اور ظاہری بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھی بھیجتے ہونگے اور اہل السنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش بھی ہوتا ہو گا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید سمجھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت فرمالیا تو پتہ چلا کہ درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں پہنچتا، اگر پہنچتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی بیعت نہ فرماتے تو یہ دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔

جواب نمبر1:

حضرت عثمان رضی اللہ کی شہادت کی افواہ صبح کی نماز کے بعد پہنچی، ابھی ظہر کی نماز قضاہی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے آئے جب اس دوران انہوں نے کوئی نماز ادانہیں فرمائی اور نہ ہی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کعبہ اللہ کا طواف کرنا مناسب سمجھا۔ تو درود پاک کس طرح پڑھاہو گا؟ اس لیے ان کا درود پاک پڑھنا آپ معترض ثابت کر دیں سماع صلوہ وسلام ہم ثابت کر دیں گے۔

جواب نمبر2:

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ کیا کرتے ہیں؟ اگر درود شریف پہنچا دیا جاتا تو امتحان؛امتحان نہ رہتا۔

جواب نمبر3:

یہ واقعہ وفات سے پہلے دنیا کی زندگی کا ہے جبکہ منکرین سماع صلوہ وسلام کا اختلاف وفات کے بعد قبر شریف میں درود شریف سننے کے متعلق ہے۔ لہذا اس واقعہ کو بطور استدلال پیش کرنا درست ہی نہیں ہے۔